عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۵ | ۸ تا ۱۵ صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵ نومبر ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۴۲

بین المسالک
صوبائی امن کانفرنس
اور قادیانی مسئلہ

بھائی چارہ اور اخوتِ اسلامی

ساری انسانیت کے لیے
پیغامِ توحید

انسانی خون کی
قدرومنزلت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

عورت کا بغیر محرم طویل سفر کرنا

س:...... کیا لیڈی ڈاکٹر اپنے مریضوں کے علاج کے لئے یا اپنے کسی کورس کو مکمل کرنے کے لئے اکیلی جا سکتی ہے کسی لمبے سفر پر بغیر کسی محرم کے؟ جبکہ اس دوران کئی کئی دن یا مہینے بھی لگ جاتے ہیں تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج:......عورت کے لئے شرعاً حکم یہ ہے کہ وہ بغیر محرم کے سفر شرعی نہ کرے اور سفر شرعی وہ سفر کہلاتا ہے کہ جس پر قصر نماز کا حکم جاری ہو اور وہ ۴۸ میل ہے جو کہ ۷۷ کلومیٹر بنتے ہیں، لہٰذا کسی بھی عورت کے لئے خواہ کتنا ہی اہم مقصد کیوں نہ ہو بغیر کسی محرم کے سفر شرعی پر جانا جائز نہیں ہے، سفر شرعی سے اگر کم مسافت پر جانا ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

اسقاط حمل کا شرعی حکم

س:......کیا اسقاط حمل جائز ہے؟

ج:......اسقاط حمل بغیر کسی شرعی عذر کے تو جائز نہیں، البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو جائز ہے مثلاً: (۱) عورت کمزور ہے حمل کا بار برداشت نہیں کر سکتی، (۲) پہلے سے موجود بچے کی صحت خراب ہونے کا شدید خطرہ ہے، (۳) حمل کی وجہ سے عورت کا دودھ خشک ہو گیا ہے اور دوسرے ذرائع سے پہلے بچے کی پرورش کا انتظام مشکل ہو، (۴) کوئی دین دار معالج عورت کا معائنہ کرنے کے بعد کہے کہ اگر حمل باقی رہا تو عورت کی جان یا کوئی عضو ضائع ہونے کا شدید خطرہ ہے تو ان اعذار کی وجہ سے چار ماہ سے قبل کے حمل کو ساقط کرنا جائز ہے اور اگر حمل چار ماہ یا زائد عرصہ کا ہو تو پھر کسی بھی صورت اس کو ساقط کرانا ناجائز ہے۔

”فی الشامی (قوله جاز لعذر) کالمرضعة اذا ظهر بها الحبل وانقطع لبنها وليس لابي الصبي مايستأجر به الظئر ويخاف هلاك الولد قالوا يباح لها ان تعالج في استنزال الدم مادام الحبل مضغة او علقة ولم يخلق له عضو قدروا تلك المراة بمائة وعشرين يوماً وجاز لانه ليس بآدمي وفيه صيانة الآدمي خانية۔“

(ردالمحتار، ص:۴۲۹، ج:۶)

قسطوں پر اشیاء کی خرید و فروخت

س:......کیا قسطوں پر کوئی چیز خریدنا جائز ہے، کیونکہ قسطوں کی صورت میں ایک چیز کی اصل قیمت سے زائد قیمت دینا پڑتی ہے، کہیں یہ سود میں تو شامل نہیں؟

ج:......قسطوں پر اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے، بشرطیکہ ایک قیمت متعین کر لی جائے اور پھر قسطوں کی صورت میں اسے وصول کر لیا جائے، اگر کوئی وقت پر قسط نہ دے سکے تو ایسی صورت میں قیمت کو نہ بڑھایا جائے اور نہ کسی قسم کا جرمانہ وصول کیا جائے۔ اسی صورت میں قسطوں پر لین دین کرنا جائز ہے اور یہ سود نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس

جلد:۳۵ — ۱۵تا۲۸صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۵تا۲۸نومبر ۲۰۱۶ء — شمارہ:۴۲

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

اس شمارے میں!

بین المسالک صوبائی امن کانفرنس اور قادیانی مسئلہ	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
بھائی چارہ اور اخوت اسلامی	۷	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
انسانی حقوق کی قدر و منزلت	۱۰	مولانا نثار احمد حصیر قاسمی
ساری انسانیت کے لئے پیغام توحید	۱۳	مولانا سید محمد رابع ندوی
''ثبوت حاضر ہیں''.... ایک مطالعہ	۱۵	رفیع الدین ہاشمی
مولانا محمد یعقوب ربانی بھی چل دیے	۱۸	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
حضرت مولانا مفتی محمودؒ کا طرز استدلال	۱۹	مولانا زاہد الراشدی
ختم نبوت کانفرنس، ڈیرہ اسماعیل خان	۲۱	رپورٹ: مسیح اللہ صدیقی
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۱۱)	۲۵	حافظ عبید اللہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

زر تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

تقدیر اور اس کے متعلقات

۱۵:... حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے اور انہوں نے کہا: اے محمد! آپ کا رب آپ کو سلام کرتا ہے اور فرماتا ہے: میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کا ایمان غنا اور مال داری ہی سے درست رہ سکتا ہے، اگر میں ان کو فقیر بنا دوں تو وہ کافر ہو جائیں اور میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی اصلاح اسی میں ہے کہ وہ فقیر رہیں اگر میں ان کو غنی بنا دوں تو وہ کفر کرنے لگیں اور میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی اصلاح اور درستی بیماری ہی سے ہے اگر میں ان کو تندرست کر دوں تو وہ کافر ہو جائیں اور میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی اصلاح کے لئے ان کی صحت ضروری ہے اگر میں ان کو بیماری میں مبتلا کر دوں تو وہ کافر ہو جائیں۔

یعنی ہر شخص کو جس حالت میں رکھا ہے وہ خاص مصلحت کے تحت رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا

ا:... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرے میں اس کے پاس ہوتا ہوں اگر وہ میرا ذکر اپنے دل میں کرتا ہے تو میں بھی خاموشی کے ساتھ اس کو یاد کرتا ہوں اور اگر کسی جماعت میں بیٹھ کر مجھے یاد کرتا ہے تو میں بھی ایک ایسی جماعت میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں جو جماعت اس بندے کی جماعت سے بہتر اور برتر ہوتی ہے۔ اگر کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قرب حاصل کرتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور جب کوئی بندہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ اس سے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر کوئی بندہ میری طرف آہستہ آہستہ چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔

(بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ جو بندہ ہم سے اچھی امید رکھتا ہے ہم بھی اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرتے ہیں۔

موزہ (خفین) پر مسح

س:...... موزوں پر مسح کے جواز کے لئے شریعت کی طرف سے ان موزوں سے متعلق کوئی ہدایات بھی ہیں؟

ج:...... جی ہاں! اس حوالے سے کچھ ہدایات ہیں جن کا پورا کیا جانا لازمی ہے: (۱) وہ موزہ اتنا چھوٹا نہ ہو کہ ٹخنے کھلے رہیں، (۲) دونوں موزوں میں سے کوئی بھی ایک موزہ کسی ایک جگہ سے یا جگہ جگہ سے اتنی مقدار میں پھٹا ہوا نہ ہو کہ سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جائیں، چاہے پھٹے ہونے کی وجہ سے کھلے ہوئے نظر آتے ہوں یا چلتے ہوئے کھل جاتے ہوں۔ (اگر ایک موزہ دو انگلیوں کے برابر دوسرا موزہ ایک انگلی کے برابر کھلا یا پھٹا ہوا ہو تو مسح کر سکتے ہیں)، (۳) موزے مکمل وضو جس میں دونوں پیر دھونا بھی شامل ہے کے بعد پہنے گئے ہوں (واضح رہے کہ وضو کی حالت میں موزے پہنتے وقت مسح کی ضرورت نہیں ہے)، (۴) موزے پہنے ہوئے ہوں اور غسل واجب ہو گیا تو موزوں پر مسح صحیح نہیں ہوگا غسل کے لئے موزے اتارنے ہوں گے اور دونوں پیروں کو دھونا ہوگا، (۵) اگر باوضو ہونے کی حالت میں مسح کی مدت پوری ہونے سے پہلے موزے اتار لئے تو مسح ٹوٹ جائے گا، البتہ وضو کی حالت میں ہونے کی وجہ سے صرف پیر دھو کر دوبارہ موزے پہن لے اور مسح کی مدت بھی نئے سرے سے دوبارہ شروع ہوگی، (۶) اگر دونوں موزوں میں سے کوئی ایک موزہ اتار لیا تو بھی مسح ٹوٹ جائے گا اگر وضو کی حالت میں ایسا ہوا ہے تو دوسرا موزہ بھی اتار کر صرف دونوں پیر دھولے، اگر پچھلا وضو اس سے پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا تو دوبارہ پورا وضو کرے جس میں دونوں پیر دھونا بھی شامل ہے، (۷) اگر موزہ ڈھیلا تھا اور اس میں پانی چلا گیا اور پورا پایا آدھے سے زیادہ پیر گیلا ہو گیا تو بھی مسح ٹوٹ جائے گا، اگر پہلا وضو باقی تھا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پیر اچھی طرح دھولے۔

س:...... شریعت نے موزوں پر مسح کی مدت کتنی مقرر کی ہے؟

ج:...... جو شخص سفر میں ہو یعنی اپنے شہر سے (۷۸) کلو میٹر یا اس سے زائد فاصلے پر گیا ہوا ہے پورے تین دن اور تین رات تک موزوں پر مسح کی اجازت ہے اور جو شخص سفر میں نہیں ہے وہ صرف ایک دن ایک رات تک وضو کرنے کے مواقع پر موزوں پر مسح کر سکتا ہے، نیز موزوں پر مسح کرنے کے بعد مدت ختم سے پہلے سفر پر جائے تو یہ مدت خود بخود مسافر والی مدت کی طرف چلی جائے گی، اگر مسافرت والی مدت ختم ہونے سے پہلے واپس آ گیا ہے تو مدت قیام والی مدت تک ہی برقرار رہے گی۔ یہ مدت موزہ پہننے کے بعد جب وضو ٹوٹتا ہے، اس کے بعد شروع ہوتی ہے۔

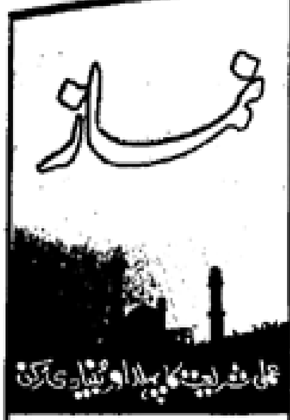

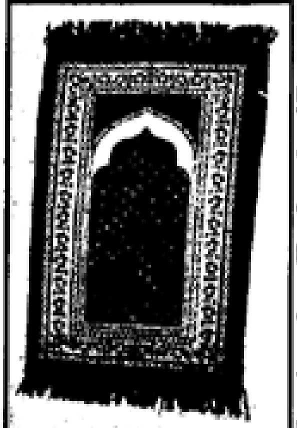

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

بین المسالک صوبائی امن کانفرنس اور قادیانی مسئلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

۲۹ ستمبر کو لاہور رائل پام کنٹری ہوٹل میں ورلڈ کونسل آف ریلیجنز (عالمی مجلس ادیان) کے تحت ایک بین المسالک صوبائی امن کانفرنس منعقد ہوئی۔ ورلڈ کونسل ایک غیر ملکی این۔ جی۔ او ہے۔ جسے مبینہ طور پر ناروے سے اسپانسر کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر جناب نعمان صاحب اس کانفرنس کے منتظم اعلیٰ اور داعی تھے۔ اس میں نہ صرف تمام مسالک کے نمائندگان شامل تھے بلکہ دیگر ادیان کے رہنمایان اور ہمارے مدارس کی تنظیمات کی نمائندگی کا بھی کونشن کو اعزاز حاصل ہے۔ مسلم وغیر مسلم ایک اسٹیج پر جمع تھے۔

گزشتہ کچھ مہینوں سے تسلسل کے ساتھ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی امتیاز اور اعزاز خاص ”ختم نبوت“ کے مسئلہ پر وار کیے جا رہے ہیں۔ منکرین ختم نبوت کی حمایت میں برابر یہ آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ پہلے ایک ٹی وی چینل سے مبشر لقمان صاحب قادیانیوں کی حمایت میں سرگرم رہے۔ پھر رمضان المبارک میں حمزہ عباسی نے قادیانی گروہ کی حمایت کا علم بلند کیا۔ ابھی ۷ ر ستمبر کے پروگراموں کے سلسلہ میں پیمرا نے نوٹس جاری کیے جس میں اس پر برہمی کا اظہار کیا گیا تھا کہ ٹی وی پروگراموں میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی آئینی جدوجہد میں پارلیمنٹ کے فیصلہ کو کیوں اجاگر کیا گیا؟ کارپردازان پیمرا کے نزدیک عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ بھی فرقہ واریت ہے۔

اس جہالت مآبی پر کچھ نہ کہنا ہی بہتر ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے کرم فرمایا کہ متذکرہ تمام مرحلوں میں امت مسلمہ نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور قادیانیوں کی خلاف عقل ونقل حمایت کرنے والوں کو معذرت اور معافی کی ندامت سے نہال ہونا پڑا۔

قادیانی حمایت کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لئے رائل پام کی ورلڈ کونسل آف ریلیجنز کی کانفرنس میں بھی گوجرانوالہ کی تنظیم کارخیر پاکستان کے چیئرمین جناب ڈاکٹر عبدالماجد حمید المشرقی نے قادیانیوں کی حمایت میں وارفتہ ہوکر ”کلمہ خیر“ بلند کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں دفن کرنے کی اجازت دینا چاہیے۔ موصوف کا مندرجہ بالا ارشاد اگر تنظیم کارخیر کا ہے تو پھر تنظیم شر کے چیئرمین کا کیا ارشاد گرامی ہوگا؟ اس سے اسلامیان وطن کو اندازہ کرلینا چاہئے کہ ملک عزیز کے ان نام نہاد دانشوروں کی سوچ کے دھاروں نے کیا رخ اختیار کر رکھے ہیں اس کانفرنس میں جناب مولانا زبیر عابد اور اہل حدیث رہنما مولانا زبیر احمد ظہیر نے اپنا احتجاج نوٹ کرایا اور کلمہ خیر کہا۔ لیکن پوری کانفرنس میں باقی تمام شرکاء اور رہنما خاموش رہے۔ اسٹیج سیکریٹری صاحب نے قادیانیوں کی حمایت اور ختم نبوت کی حمایت کو اپنی اس مجلس کا حسن قرار دیا۔ گویا دونوں کو یکساں قرار دیکر اپنی ڈیوٹی کو کما حقہٗ ادا کرکے کارخیر کے مستحق قرار پائے۔ اسٹیج وانتظامیہ کی جانب سے اس پر ایک لفظ نہیں کہا گیا کہ مقرر نے قادیانیوں کی ناروا خلاف اسلام وخلاف قانون حمایت کرکے غلط کیا ہے۔ اس کی ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی پر زبان کو بند کرلینا کئی خدشات کا طوفان لئے ہوئے ہے۔

دنیا بھر میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مقام تدفین علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مثلاً برطانیہ میں جو وسیع وعریض جگہ مردوں کی تدفین کے لیے مختص ہوتی ہے۔ اس میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے علیحدہ علیحدہ حد براری کرکے اختصاص وامتیاز کر دیا جاتا ہے۔ یہ ہر جگہ ہے۔ خود پاکستان کے محکمہ مال کے کاغذات میں مسلمانوں کے مقام تدفین کو قبرستان لکھا جاتا ہے اور غیر مسلموں کے مقام تدفین کو مرگھٹ کہتے ہیں تو مسلمانوں کے قبرستان علیحدہ اور غیر مسلموں کے علیحدہ ہیں۔ ان تمام تر اصول وضوابط اور طریقہ کار کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی گنجائش پیدا کرنے کے لئے لب کشائی یا خود قادیانیوں کا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے کے لئے اصرار کرنا خود کو مسلمان ثابت کرنے کے تاثر کو قائم کرنا ہے جو آئین پاکستان کے یکسر منافی ہے۔

ذیل میں رقم چاروں مذاہب کی فقہ کی کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ فرمایئے جس میں صراحت ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہوسکتے۔

اس کے لئے شرح المقاصد، ج:۲، ص:۲۲۸ اور فقہ حنفی کے معروف رہنما ابن نجیم مصریؒ کی ''الاشباہ والنظائر'' ج:۱، ص۱۵۲، مولانا عبدالحی لکھنویؒ کی اواخر کتاب الجنائز میں لم یدفن فی مقابر المسلمین کی صراحت ہے کہ غیر مسلم مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہوسکتا۔ کتاب الجنائز، کتاب السیر، باب المرتدین میں بھی علامہ شامیؒ نے یہی صراحت فرمائی ہے۔

فقہ مالکی کے نامور رہنما قاضی ابوبکر محمد بن عبداللہ المالکیؒ نے احکام القرآن ج۲ص۸۰۲ مطبوعہ بیروت میں متاولین کے کفر پر بحث کرتے ہوئے یہی صراحت کی ہے۔

فقہ شافعی کے علامہ نوویؒ نے بھی شرح مہذب، ج۵، ص۲۸۵ میں لکھا ہے۔ لا یدفن الکافر فی مقابر المسلمین و لا مسلم فی مقبرۃ الکفار۔

فقہ حنبلی کے نامور رہنما علامہ ابن قدامہ المقدسی الحنبلیؒ نے المغنی شرح کبیر ج۲ص۴۲۳ میں بھی یہی صراحت فرمائی ہے۔

مندرجہ بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ یہ شریعت کا متفق علیہ اور مسلم مسئلہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں نہیں دفن کیا جاسکتا۔ شریعت اسلامی کا یہ مسئلہ اتنا صاف اور واضح ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔ چنانچہ جھوٹے مدعیان نبوت کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے کہ:

''حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں، وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعویٰ پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہوسکتا ہے جب تک اسی زمانے کی کسی تحریر کے ذریعے سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے اور ان کا کسی اس وقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔'' (تحفۃ الندوۃ، ص:۷، خزائن، ج:۱۹، ص:۹۵، مطبوعہ لندن)

اسی رسالے میں آگے چل کر لکھا ہے:

''پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لئے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بفرض محال کوئی کتاب الہامی مدعی نبوت کی نکل آئے، جس کو قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعویٰ ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہوں، جس کی صفت میں لاریب فیہ ہے، جیسا کہ میں کہتا ہوں اور پھر یہ بھی ثابت ہوجائے کہ وہ بغیر توبہ کے مرا اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا۔''

(تحفۃ الندوۃ، ص:۱۳، خزائن، ج:۱۹، ص:۱۰۰، مطبوعہ لندن)

مرزا غلام قادیانی کی ان دونوں عبارتوں سے تین باتیں واضح ہوئیں:

ایک..... یہ کہ جھوٹا مدعی نبوت کافر و مرتد ہے، اسی طرح اس کے ماننے والے بھی کافر و مرتد ہیں، وہ کسی اسلامی سلوک کے مستحق نہیں۔

دوم..... یہ کہ کافر و مرتد کی نماز جنازہ نہیں، اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاتا ہے۔

سوم..... یہ کہ مرزا غلام قادیانی کو نبوت کا دعویٰ ہے، اور وہ اپنی شیطانی وحی کو... نعوذ باللہ... قرآن کریم کی طرح سمجھتا ہے۔

پس اگر مرزا قادیانی کے نزدیک بھی گزشتہ دور کے جھوٹے مدعیان نبوت اس کے مستحق ہیں کہ ان کو اسلامی برادری میں شامل نہ سمجھا جائے، ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے، اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے، تو مرزا غلام احمد قادیانی۔ جس کا جھوٹا دعویٰ نبوت اظہر من الشمس ہے اور اس کی ذریت کا بھی یہی حکم ہے کہ نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور نہ ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے۔

اس شرعی مسئلہ کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کی حمایت کے لئے پیٹ میں مروڑ اٹھنا اور پھر تسلسل کے ساتھ اس کے دورے پڑنا یہ بلاوجہ نہیں۔ باعث خوشی ہے کہ مشرقی صاحب نے معذرت کرلی۔ وہ صرف کہنے کہلانے پر نہیں بلکہ اللہ رب العزت کے حضور بھی ندامت کا اظہار کریں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے باغی طبقہ کی حمایت حمیت اسلام اور غیرت دینی کے منافی ہے۔ مغربی این جی اوز کی چمک دمک کے لئے ہوٹلوں میں لاکھوں کے خرچہ سے یہ تقریبات اور ان میں قادیانیوں کی حمایت بلاوجہ نہیں۔ پردہ زاری میں کون کون گھات لگائے بیٹھے ہیں؟ کاش! اس تقریب کے حضرات کی پیشانی پر بھی چند قطرے ندامت و تاسف کے نمودار ہوجاتے تو انسب تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

بھائی چارہ اور اخوتِ اسلامی

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

الحمد للّٰہ رب العلمین، والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین، وعلی الہ وصحبہ اجمعین، ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین، اما بعد!

قرآنِ کریم نے ایمان والوں کو بھائی سے تعبیر فرمایا ہے، ارشادِ ربانی ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ." (الحجرات:۱۰)

ترجمہ: "مسلمان آپس میں ایک دُوسرے کے بھائی ہیں۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوتِ اسلامیہ اور اُس کے حقوق کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ، وَلَا یَحْقِرُہٗ. اَلتَّقْوٰی ھَاھُنَا « وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِہٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ » بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ اَنْ یَحْقِرَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ، کُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُہٗ، وَمَالُہٗ، وَعِرْضُہٗ."

(صحیح مسلم، ج:۲، ص:۳۱۷، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ واحتقارہ، دار ایچ ایم سعید)

ترجمہ: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اُس پر خود ظلم کرتا ہے اور نہ اُسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اُسے حقیر جانتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قلبِ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین بار یہ الفاظ فرمائے: تقویٰ کی جگہ یہ ہے۔ کسی شخص کے برا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان پر دُوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔"

گویا کہ اخوت ومحبت کی بنیاد ایمان اور اسلام ہے۔ یعنی سب کا ایک رب، ایک رسول، ایک کتاب، ایک قبلہ اور ایک دین ہے جو کہ دینِ اسلام ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ایمان وتقویٰ کو فضیلت کی بنیاد بھی قرار دیا ہے اور یہ بتلا دیا کہ اِنسان رنگ ونسل اور قوم وقبیلہ کے اعتبار سے نہیں بلکہ ایمان اور تقویٰ جیسی اعلیٰ صفات سے دُوسروں پر فوقیت حاصل کرتا ہے اور قوم وقبیلے صرف تعارف اور جان پہچان کے لیے ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے:

"یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا. اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ. اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ." (الحجرات:۱۳)

ترجمہ: "اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف شاخیں اور مختلف قبیلے بنایا تا کہ تم ایک دُوسرے کو پہچان سکو، اُس کے نزدیک تو تم میں سب سے بڑا عزت والا وہ ہے جو تم سب میں بڑا پرہیزگار ہے، بے شک اللہ سب کو جانتا ہے اور سب کے حال سے باخبر ہے۔"

مندرجہ بالا آیات واحادیث سے واضح ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اخوت کی بنیاد اِسلام اور ایمان کو قرار دیا کیوں کہ ایمان کی بنیاد مضبوط اور دائمی ہے لہٰذا اس بنیاد پر قائم ہونے والی اخوت کی عمارت بھی مضبوط اور دائمی ہوگی۔

اسلام ایک عالمی دین ہے اور اُس کے ماننے والے عرب ہوں یا عجم، گورے ہوں یا کالے، کسی قوم یا قبیلے سے تعلق رکھتے ہوں، مختلف زبانیں بولنے والے ہوں، سب بھائی بھائی ہیں اور اُن کی اس اخوت کی بنیاد ہی ایمانی رشتہ ہے اور اس کے بالمقابل دُوسری جتنی اخوت کی بنیادیں ہیں، سب کمزور ہیں اور اُن کا دائرہ نہایت محدود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اِسلام کے اِبتدائی اور سنہری دور میں جب بھی ان بنیادوں کا آپس میں تقابل وتصادم ہوا تو اخوتِ اسلامیہ کی بنیاد ہمیشہ غالب رہی۔

آج بھی مشرق ومغرب اور دُنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے مسلمان جب موسمِ حج میں سرزمینِ مقدس حرمین شریفین میں جمع ہوتے ہیں تو ایک دُوسرے سے اس گرم جوشی سے ملتے ہیں جیسے برسوں سے ایک دُوسرے کو جانتے ہوں۔ بلکہ بعضوں کو اس مسرت سے روتے ہوئے دیکھا جاتا ہے کہ حیرانی ہوتی ہے۔

حالانکہ اُن کی زبانیں، اُن کے رنگ اور اُن کی عادات مختلف ہوتی ہیں، لیکن اِس سب کے باوجود جو چیز اُن کے دِلوں کو مضبوطی سے جوڑے ہوئے ہے وہ ایمان اور اسلام کی مضبوط رسی ہے۔

اُمت میں اخوتِ اِسلامی پیدا کرنے کے لیے محبت، اِخلاص، وحدت اور خیر خواہی جیسی صفات لازمی ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی نعمت شمار ہوتی ہیں۔ قرآن کریم نے اِس صفت کو بطورِ نعمت ذکر فرمایا ہے، اِرشادِ خداوندی ہے:

"وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا." (آل عمران:۱۰۳)

ترجمہ: "اور اس کے اس احسان کو یاد کرو جو اُس نے تم پر کیا ہے جب کہ تم آپس میں ایک دُوسرے کے سخت دُشمن تھے پھر اُس نے تمہارے دِلوں میں اُلفت پیدا کر دی تم اُس کے فضل سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان والوں کے آپس کے تعلقات اور اخوت ومحبت کو ایک جسم کے مختلف اَعضاء سے تشبیہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"مثل المؤمنین فی توادهم و تراحمهم و تعاطفهم کمثل الجسد اذا اشتکی عضوا تداعی له سائر جسده بالسهر والحمی." (صحیح البخاری:۲/۸۸۹، حدیث:۶۰۳۶، باب رحمۃ الناس والبهائم، کتب خانہ مظہری)

ترجمہ: "ایمان والوں کی آپس کی محبت، رحم دلی اور شفقت کی مثال ایک اِنسانی جسم جیسی ہے کہ اگر جسم کا کوئی حصہ تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے تو (وہ تکلیف صرف اسی حصہ میں منحصر نہیں رہتی بلکہ اُس سے) پورا جسم متأثر ہوتا ہے، پورا جسم جاگتا ہے اور بخار وبے خوابی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔"

مسلمان دُنیا کے کسی خطۂ زمین میں آباد ہوں وہ اُمت اِسلامیہ کا ایک جزو ہیں، اگر وہ آرام وسکون کی زندگی بسر کر رہے ہیں تو پوری اُمت پُرسکون ہوگی اور اگر وہ کسی مصیبت یا ظلم کا شکار ہیں تو اُن کی تکلیف سے پوری اُمت بے چین اور تکلیف میں ہوگی اور اِس صورت میں لازماً وہ اس کے اِزالہ کی فکر کرے گی اور اُس کے لیے ہر ممکن وسائل اختیار کرے گی۔

اُمت کا اتحاد اور اخوت کا یہ رشتہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز ہے، اسی لیے قرآن کریم اور اَحادیث نبویہ میں جابجا اُس پر بہت زور دیا گیا ہے اور اِختلافات اور تفریق سے روکا گیا ہے۔ اِسلام نے اس اخوت کو قائم رکھنے اور اسے مضبوط سے مضبوط تر بنانے کا حکم دیا ہے اور ایسے تمام اَسباب اور تصرفات سے روکا ہے جو اُسے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا." (آل عمران:۱۰۳)

ترجمہ: "اور مضبوط پکڑو اللہ کی رَسی کو سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔"

اُمت کے اِتحاد اور اخوت کے رشتہ کو مضبوط رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ کی رَسی یعنی قرآن مجید اور اُس کی تعلیمات کو مضبوطی سے پکڑیں، وہ تعلیمات جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے اُمت کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ اُس پر ایمان لائیں اور اُس کی ہدایات پر چلیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور سلف صالحین کے راستہ پر چلیں، یہی کامیابی کا راستہ ہے اور اِسی سے اُمت میں اتحاد اور اخوت کا رشتہ مضبوط ہوگا۔

یہ رَسی ٹوٹ تو نہیں سکتی ہاں چھوٹ سکتی ہے، اگر سب مل کر اس کو پوری قوت سے پکڑے رہیں گے تو کوئی شیطان شر انگیزی میں کامیاب نہ ہو سکے گا اور انفرادی زندگی کی طرح مسلم قوم کی اجتماعی قوت بھی غیر متزلزل اور ناقابلِ اختلاف ہوجائے گی۔ قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مردہ قوم نئی زندگی حاصل کرتی ہے۔

اُمت اِسلامیہ کا اتحاد اور اخوت یہ وہ عظیم قوت ہے جس سے اَعداءِ اِسلام ہمیشہ خائف رہتے ہیں اور اِس قوت کو کمزور کرنے کے لیے سازشیں کرتے ہیں۔

گویا اخوتِ اسلامی کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان دُوسرے مسلمان بھائی کے غم، دُکھ اور خوشی میں برابر کا شریک ہو چاہے وہ مسلمان مشرق کا رہنے والا ہو یا مغرب کا۔

اخوتِ اسلامی کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مسلمان دُوسرے مسلمان بھائی کا خیر خواہ ہو، جو بھلائی وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے بھی پسند کرے اور جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے وہ اپنے بھائی کے لیے بھی ناپسند کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه." (صحیح البخاری:۱/۶، حدیث:۱۳، باب من الایمان ان یحب لاخیه مایحب لنفسه، کتب خانہ مظہری)

ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

اور ایک دُوسری روایت میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان بھائی کی اِیذا رسانی کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار قسم کھا کر فرمایا:

بخدا وہ شخص مؤمن نہیں جس کے شر سے اُس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔

اخوتِ اسلامی کو مضبوط کرنے کے لیے ایک اہم وَسیلہ آپس میں محبت کے ساتھ ملنا ملانا اور ایک

دُوسرے کو دُعا و سلام دینا بھی ہے، جس سے دِل صاف ہوتے ہیں اور محبت بڑھ کر اخوتِ اسلامی میں قوت کا ذریعہ بنتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لن يدخل الجنة حتى تؤمنوا ولن تؤمنوا حتى تحابوا او لا ادلكم على شئى لو فعلتموه تحاببتم افشو السلام بينكم." (صحیح مسلم:۱/۵۴، کتاب الایمان۔ باب بیان لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون، ایچ ایم سعید)

ترجمہ: "تم ہرگز جنت میں نہیں جاسکتے جب تک کہ ایمان نہ لے آؤ اور اُس وقت تک تم ایمان والے نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دُوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اگر تم اُسے بجالاؤ تو آپس میں محبت کرنے لگو۔ آپس میں کثرت سے سلام پھیلاؤ۔"

بہرحال قرآن کریم نے مسلمانوں کو بھائی بھائی قرار دیا ہے اور اس اخوت اور محبت کو اللہ کی نعمت قرار دیا ہے اور اس محبت اور اِتحاد پر اُن کی قوت اور طاقت کا مدار ہے۔ اس اخوت کو قائم رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے اور اُن تمام صفات کو اپنانا جن سے یہ اخوت کا رشتہ مضبوط ہوتا ہے، جیسے خیر خواہی، محبت، اِخلاص، اِیثار، ملنا ملانا، صلح جوئی اور ایک دُوسرے کو سلام اور دُعا پیش کرنا وغیرہ۔

لہٰذا اُمت کے زُعماء اور قائدین چاہے وہ سیاسی ہوں یا دینی، اُن کا فرض ہے کہ اُمت کے اس اِتحاد اور اخوت کو مضبوط کریں اور اُس کے اسباب کو ترقی دیں اور اِختلاف و اِنتشار سے اُمت کو دُور رکھیں اور اُن اَسباب کا اِزالہ کریں، جن سے اُمت کے قلوب میں بغض اور نفرت اور اُس کی صفوں میں اِنتشار پیدا ہوتا ہے۔

اِسی طرح اُمت کے قائدین کا یہ بھی فرض ہے کہ اُمت کے اس اِتحاد اور اخوت میں کوئی رَسم و رواج رُکاوٹ بن رہے ہوں تو ایسے رُسوم و رواج پر پابندی لگائیں چاہے اُسے کتنا ہی مذہبی اور تقدس کا رَنگ دے دیا گیا ہو۔ اِس لیے کہ ان رُسوم و رواج کے بالمقابل اُمت کی وحدت اور اخوت ہم سب کو زیادہ عزیز ہونی چاہیے۔ نیز ہر مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ اُپنے اَندر صفت اِیمان پیدا کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اِرشاد ہے:

"اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوْبَ۔" (صحیح البخاری:۱/۶، باب المسلم من سلم المسلمون... الخ، المکتبۃ القدیمیۃ)

ترجمہ: "کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے مسلمان محفوظ ہوں اور اصلی مہاجر وہ ہے جس نے برائیوں کو چھوڑ دیا ہو۔"

دوسری روایت میں فرمایا: اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کا پڑوسی اُس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔

اخوتِ اِسلامی کو نقصان پہنچانے والی چیزوں میں ایک دُوسرے کو حقیر جاننا اور اُس کا مذاق اُڑانا بھی ہے۔ اِس لیے قرآن کریم نے اس سے بھی اِیمان والوں کو روکا ہے، اِرشادِ خداوندی ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ." (الحجرات:۱۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو! نہ تو مردوں کی کوئی جماعت دُوسرے مردوں کی کسی جماعت سے مذاق کرے، کیا عجب ہے کہ جو لوگ مذاق اُڑا رہے ہیں اُن سے وہ لوگ بہتر ہوں جن کا مذاق اُڑایا جارہا ہے۔ اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہیے یہ ممکن ہے کہ جو عورتیں ہنسی اُڑانے والی ہیں، اُن سے وہ عورتیں بہتر ہیں جن کی ہنسی اُڑائی جارہی ہے اور نہ آپس میں ایک دُوسرے کو طعنہ دیا کرو اور نہ ایک دُوسرے کو برے لقب سے پکارا کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق کا نام بہت برا ہے اور جو توبہ نہ کریں گے تو وہی لوگ ظلم کرنے والے ہوں گے۔"

اگر دو مسلمان بھائیوں یا دو مسلمان جماعتوں میں اِختلاف اور جھگڑے کی صورت پیدا ہوجائے تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان دونوں میں صلح کرانے کی کوشش کریں۔ اِرشادِ خداوندی ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ." (الحجرات:۱۰)

ترجمہ: "ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہیں تم اُپنے بھائیوں میں صلح کرادیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

یعنی صلح اور جنگ کی ہر حالت میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی آپس کی لڑائی ختم ہوکر مصالحت میں بدل جائے، دُشمنوں اور کافروں کی طرح برتاؤ نہ کیا جائے۔ جب دو بھائی آپس میں لڑ پڑیں تو یوں ہی اُن کو اُن کے حال پر نہ چھوڑا جائے بلکہ اِصلاح ذات البین کی پوری کوشش کی جائے اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بے جا طرف داری یا انتقامی جذبہ سے کام لینے کی نوبت نہ آجائے۔

اللہ تعالیٰ اُمت اِسلامیہ کو بھائی بھائی بننے اور اس اخوت کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆

انسانی خون کی قدر و منزلت

مولانا نثار احمد حصیر قاسمی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ فروکش ہونے کے بعد اسلامی مملکت کی بنیاد رکھی اور میثاق مدینہ کے ذریعہ خارجہ پالیسی اور بیرونی دنیا کے ساتھ سلوک کرنے کے بنیادی قواعد وضوابط متعین کیے، میثاق مدینہ گویا ایسا اسلامی دستور تھا جو مسلمانوں اور یہود ومشرکین کے درمیان تعلقات کو منظم کرنے والا، نئی مملکت کے حفاظت کے لئے فوج تیار کرنے والا، اس مملکت کے مقاصد کو روبہ عمل لانے والا، نئے سماج کی مشکلات کو حل کرنے والا اور سارے انسانوں کی زندگی سے متعلق امور کی گارنٹی دینے والا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرا وثیقہ بھی تیار کیا، جس میں اندرونی تعلقات کو منظم کرنے پر توجہ دی گئی، کیونکہ یہی تنظیم اور اندرونی تعلقات کی استواری میثاق مدینہ کے لئے بنیاد بن رہا تھا، اسی کے ذریعہ اسلامی سماج اور دیگر معاشروں میں امن وامان کو بحال کیا جاسکتا اور چین وسکون کا ماحول پیدا کیا جاسکتا تھا، اس کا اعلان دس ہجری میں اس وقت کیا گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے، جسے ہم حجۃ الوداع کے نام سے جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حج میں آخری خطبہ دیا، جسے خطبۃ الوداع کے نام سے ہم جانتے ہیں۔

اس خطبہ کے اندر بڑی اہم باتوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا اور یہ پورا خطبہ گویا اہم دستوری، لسانی اور قانونی دفعات پر مشتمل تھا، جس میں سے ایک جان ومال اور عزت وآبرو کی حرمت تھی، ہم اس جگہ صرف اسی ایک گوشے پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں اور اسلام میں انسانی جانوں کی قدر و قیمت کی طرف اشارہ کرنا چاہتے ہیں، آج ہم ساری دنیا میں قتل وغارت گری، ظلم وبربریت، ناحق خون بہانے اور ہلکے وبھاری ہتھیاروں کے ذریعہ پوری قوم پر تسلط جمالینے اور نسلی ومذہبی تطہیر وخونریزی کا مشاہدہ کررہے ہیں، دہشت گرد تنظیمیں دندنا رہی ہیں اور خوف وہراس کا ماحول پیدا کرچکی ہیں، اسلام دشمن طاقتیں اسلام کے نام پر ہی اس کی جڑیں کھود رہی ہیں اور امت مسلمہ کے وجود کے لئے خطرہ بن گئی ہیں، ساری دنیا کے اندر جیسے نسل کشی اور اجتماعی قتل کی جنگ شروع ہوگئی ہو، ہر طاقتور کمزور کو نشانہ بنا رہا اور جدید ٹیکنالوجی کا حال اس سے تہی دست ملکوں اور وہاں کی اقوام کو درندگی وسفاکی سے دوچار کررہا ہے، جیسے آج ہم کسی مہذب دنیا میں نہیں بلکہ جنگل میں زندگی بسر کررہے ہوں، بلکہ آج دنیا کی حالت تو اس جنگل اور وہاں کی درندگی سے بھی بدتر ہوگئی ہے کہ جنگل کے اندر بھی طاقتور کے حملے کمزوروں پر گنے چنے ہی ہوتے ہیں، اس قدر کثرت وبربریت کے ساتھ نہیں جس طرح اس دنیائے انسانیت میں اس وقت ہورہے ہیں۔

یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ہم ہر روز دن کا استقبال یہاں وہاں قتل عام، نسل کشی، خونی کھیل اور جسم انسانی کی ارزانی کی خبروں سے کرتے ہیں، جیسے یہ جسم انسانی نہیں بلکہ ریت کے ذرات ہوں جنھیں کاٹ کر یا توڑ کر زمین پر بکھیر دیا گیا ہو، آج ہم اپنے شب وروز کا آغاز اسی سے کرتے اور اسی پر ختم کرتے ہیں، اس سے بھی بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم اس طرح کے مناظر دیکھنے اور سننے کے عادی اور اس سے مانوس ہوگئے ہیں، ہم تفریح طبع کے طور پر رات کو جاگتے ہوئے اس کا مشاہدہ کرتے بلکہ بسا اوقات کھاتے پیتے اور لہو ولعب میں مشغول رہتے ہوئے ان مناظر کو دیکھتے ہیں اور ہمارے اندر کسی طرح کا کرب پیدا نہیں ہوتا اور نہ دل میں اضطراب وبے چینی پیدا ہوتی ہے، آج ہم پر بے حسی طاری ہوچکی اور ہماری انسانیت ہم سے رخصت ہوچکی ہے کہ ان ساری چیزوں کا مشاہدہ کرنے کے باوجود ہماری انسانیت بیدار نہیں ہوتی اور وہ ہمیں انسانیت کا پیغام عام کرنے کے لئے نہیں جھنجھوڑتی ہے، جس کی وجہ سے ہم اسے روٹین ومعمول کی چیز سمجھنے لگے ہیں، ہماری زبان انسانیت کے خلاف جرائم کے خلاف بولنے اور اس کی صدا بلند کرنے سے عاجز و گنگ ہوگئی ہے۔

سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اس سارے قتل عام پر عوام تو عوام، خواص وقائدین کا بھی وجود حرکت میں نہیں آتا، وہ بھی محض ایک مذمتی بیان داغنے پر اکتفا کرلیتے تشہیر اور اپنی شخصیت کو اجاگر کرنے یا کہیں مناصب وعہدے حاصل کرنے کے لئے سیمینار و سیمپوزیم اور جلسے وجلوس منعقد کرلیتے اور اس کے بعد

خاموش ہو جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطبہ وداع کے وثیقہ چارٹر کے اندر جس کے بعد آپ اس دنیا سے کوچ کر گئے، امت کو خبردار کیا ہے کہ وہ کسی حال میں خون کے دریاؤں میں چھلانگ نہ لگائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے لوگو! تمہارا خون (تمہاری جان) اور تمہارا مال تم پر اپنے رب سے ملنے تک حرام ہے، تمہارے اس شہر، اس ماہ میں تمہارے اس دن کی حرمت ہی کی طرح ہے، کیا میں نے (اللہ کا پیغام) پہنچا دیا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تک پہنچا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہ، سنو! تم میرے بعد لوٹ کر کافروں والا عمل نہ کرنے لگنا کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارنے لگے۔''

(مجمع الزوائد: ۶/۲۸۷)

دنیائے انسانیت کے رہبر و راہنما اور قائد اعلیٰ کا یہی خطاب تھا، آپ نے سارے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے ''یا ایہا الناس'' فرمایا، آپ نے اپنا روئے سخن صحابہ کرام یا مسلمانوں یا اس وقت کے لوگوں کو نہیں بنایا بلکہ ہر زمانہ کے اور ساری دنیا کے ہر گوشے و خطے کے لوگوں کو مخاطب کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساری انسانیت کے درمیان مشترکہ قواعد کی بنیاد رکھتے وقت یہی اسلوب ہوا کرتا تھا، آپ کی گفتگو نسل پرستانہ نہیں ہوتی کہ ایک گروہ کو مخاطب کریں، دوسرے کو نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی طرح یہ نہیں کہا کہ وہی اللہ کی منتخب اور چنیدہ قوم ہیں، انہیں کو سارے حقوق حاصل ہیں، باقی ساری دنیا خدام اور عوام الناس ہیں جو گرے پڑے لوگ ہیں، آپ کا خطبہ طبقاتی بھی نہیں تھا کہ ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر امتیاز حاصل ہے اور ایک بدتر اور دوسرا بالاتر ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب انسانیت کا بین الاقوامی چارٹر اور آفاقی اعلامیہ ہے، جس میں بحیثیت انسان کسی کے درمیان تفریق نہیں کی گئی اور نہ رنگ و نسل و جنس و قوم میں امتیاز روا رکھا گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بارے میں دشمنوں سے زیادہ اپنوں کی زیادتی اور قتل و غارت گری کا خدشہ ظاہر فرما رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب فارس و روم فتح ہو جائیں گے (اور تمہارے زیرنگوں ہو جائیں گے) تو تم کون سی قوم ہوگی؟ کہا گیا: ہم اسی طرح ہوں گے جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے علاوہ کہ باہم مسابقت کرنے لگو اور دنیوی لذات میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنے لگو، پھر آپس میں حسد کرنے لگو اور ایک دوسرے کی جڑ کاٹنے لگو اور دوسرے سے بغض کرنے لگو، پھر ہجرت کرنے والوں کے گھروں کا رخ کرو، پھر ایک کی قیمت پر دوسرے کی گردن مارنے لگو۔''

(صحیح مسلم، حدیث: ۲۹۶۲)

ایک اور روایت میں ہے:

''تیرا برا ہو، میرے بعد لوٹ کر کفار کا عمل کرنے لگو کہ تم میں سے بعض بعض کی گردن مارنے لگے۔''

(بخاری: ۶۱۶۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل و غارت گری کی کثرت پر متنبہ کیا اور اس سے خبردار کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی واضح دلیل ہے کہ قتل و غارت گری میں حد سے زیادہ اضافہ ہو جائے گا اور اس میں مسلسل زیادتی ہوتی رہے گی، خیر خواہ اور اللہ والے علماء و ربانیین کی قلت ہو جائے گی، دنیادار، جاہ ومنصب اور شہرت و بڑائی کے طالب علماء کی کثرت ہو جائے گی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دنیا کی حرص و لالچ ڈال دی جائے گی، فتنے ظاہر ہوں گے، ہرج کی کثرت ہو جائے گی، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یہ ہرج کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قتل، قتل، قتل و غارت گری کی کثرت اس حد تک ہو جائے گی کہ قتل کیے جانے والے کو علم نہیں ہو سکے گا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا ہے اور خود قاتل کو پتہ نہیں ہوگا کہ وہ دوسروں کو کیوں قتل کر رہا ہے؟ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایسا زمانہ نہ آ جائے گا جس میں قاتل کو نہیں معلوم ہوگا کہ کس وجہ سے اس نے قتل کیا اور نہ مقتول (قتل کیے جانے والے) کو معلوم ہو سکے گا کہ اسے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا جا رہا ہے۔'' یہ اس وجہ سے ہوگا کہ لوگوں کی ذہنیت پراگندہ اور کج کیلی ہو جائے گی، لوگ نامعقولیت پسندی، قساوت قلبی اور صحیح فکر و خیال سے دوری میں زندگی گزاریں گے۔ یہاں تک کہ بھائی بھائی کو قتل کرے گا تو اسے اس کا چچا قتل کر دے گا اور اس کے انتقام میں اس کے لڑکے کو قتل کر دیا جائے گا، یہاں تک کہ لوگ ماں باپ اور پڑوسیوں کو قتل کرنے لگیں گے۔

ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے قریب، وقوع سے پہلے ایک بھونچال آئے گا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یہ بھونچال کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: قتل و غارت گری، یہ تمہارے مشرکین کو (حالت جنگ میں) مرنے کی طرح نہیں ہوگا، مگر یہ ہوگا کہ خود تم میں سے بعض بعض کو قتل کریں گے، یہاں تک کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو قتل کرے گا، اپنے بھائی کو قتل کرے گا، اپنی چچی اور چچا کے لڑکے کو قتل کرے گا، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، کیا اس دن ہماری عقلیں ہمارے ساتھ ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس زمانے کے لوگوں کی عقلیں سلب کر لی جائیں گی، اس کے پیچھے کے لوگ خس و خاشاک کی طرح ہوں گے، ان کی اکثریت سمجھے گی کہ وہ دین پر ہیں، جب کہ وہ دین کے کسی حصہ پر نہیں ہوں گے اور دین و مذہب کا کچھ بھی خوف ان میں نہ ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی لہو کی حرمت و عصمت پر بہت زیادہ زور دیا ہے، قیامت کے دن جب بدلہ دلانے کا وقت آئے گا تو سب سے پہلے خون کا بدلہ دلایا جائے گا، جب کہ سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا، نماز اللہ کا پہلا حق ہے اور خون بندوں کا پہلا حق ہے، اس لئے حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز اور حقوق العباد میں سب سے پہلے خون انسانی کا حساب لیا جائے گا، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت اس حدیث میں کی ہے:

"قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا اور بندوں کے درمیان جس کا سب سے پہلے فیصلہ کیا جائے گا، وہ خون ہوگا۔"

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انسانیت نوازی اور آپؐ کی پوری سیرت کو عام کیا جائے، غیر مسلموں میں بھی اسے متعارف کرایا جائے اور اپنوں میں بھی۔ ☆☆

شیخ مقبول احمد جھنگ کی وفات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

شیخ مقبول احمد، جھنگ میں مخلص جماعتی کارکن تھے۔ مجلس کے بزرگوں اور خوردوں سے یکساں محبت فرماتے۔ ہمارے خیر المدارس ملتان کے تعلیم کے زمانہ کے ساتھی تھے۔ مولانا ظہور احمد سالکؒ جو اگرچہ ہم سے دو سال قبل تھے، لیکن پرانے دارالاقامہ میں قریب قریب رہائش تھی۔ فراغت کے بعد وہ محکمہ اوقات میں چلے گئے اور جھنگ محلہ قاضیاں کی جامع مسجد کے امام و خطیب مقرر ہوئے۔ بندہ مجلس میں مبلغ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے لگا، چنیوٹ کانفرنس میں شرکت کے دوران مرحوم سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔

۱۹۸۲ء میں آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ سے چناب نگر منتقل ہوگئی۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے ساتھیوں کی ڈیوٹی مختلف علاقوں میں لگتی ہے۔ راقم کی ڈیوٹی کچھ عرصہ جھنگ لگتی رہی۔ رہائش مسجد سلطان والی اندرون ختم نبوت گیٹ ہوتی یا محلہ قاضیاں کی مسجد میں۔ مرحوم جب سنتے تو ملاقات کے لئے ضرور تشریف لے آتے اور بہت اصرار و تکرار کے ساتھ ایک ٹائم کا کھانا یا ناشتہ ضرور اپنے ذمہ لے لیتے۔

انہیں اذان دینے کا بہت شوق تھا، اپنے گھر سے محلہ نالی کی مسجد میں آکر اذان دیتے یا جامع مسجد قاضیاں میں۔ حالانکہ دونوں مساجد میں باضابطہ موذن موجود تھے۔ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس میں ہر سال تشریف لے جاتے۔ سیاسی طور پر مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی جمعیت علماء اسلام اور دینی طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جھنگ میں مجلس اور جمعیت ساتھ ساتھ رہیں، اب بھی ہیں۔ چند سال قبل ان کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوا، جسے شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ عوارض و بیماریاں بھی ساتھ ساتھ چلتے رہے، تا آنکہ وقتِ موعود آن پہنچا۔

۵/ اکتوبر ۲۰۱۶ء کو آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ امامت کے فرائض سلسلہ نقشبندیہ کے معروف شیخ مولانا عبدالرحیم نقشبندی سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ حبیبیہ مجددیہ چکوال نے کی۔ راقم ان دنوں چکوال اور جہلم کے دورہ پر تھا۔ پیر صاحب کو فون کیا تو معلوم ہوا کہ آپ جھنگ ہیں۔ بندہ اپنے ایک دو تبلیغی پروگراموں سے فارغ ہوکر پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ واپس تشریف لا چکے تھے اور فرمایا کہ گیا تو تھا کہ شیخ مقبول احمد مرحوم کے بیٹوں نے پیٹرول پمپ لگوایا ہے کہ اس کا افتتاح کیا جائے، بجائے پیٹرول پمپ کے افتتاح کے مالک کی نماز جنازہ پڑھانے کی سعادت حاصل کرنا پڑی۔

جنازہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا غلام حسین، مقامی مجلس کے عہدیداروں مولانا سید صدوق حسین شاہ، مولانا محمد اقبال شیروانی سمیت ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ اللہ پاک مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

ساری انسانیت کے لئے پیغام توحید

مولانا سیّد محمد رابع حسنی ندوی

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً ڈھائی تین ہزار سال قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی خاندان کے بہت بڑے اور اہم مورث اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زبردست قربانی دے کر توحید کی عالمی تحریک کی بنیاد ڈالی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فطرت سلیمہ نے بچپن ہی سے توحید کو سمجھ لیا تھا اور شرک کو ترک کر کے توحید کی دعوت شروع کردی تھی، ان کا واقعہ خود قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے:

''وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ ○ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ○ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ○ قَالَ لَقَدْ كُنتُمْ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○'' (الانبیاء:۵۱تا۵۴)

ترجمہ: ''اور ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے ہدایت دی تھی اور ہم ان (کے حال) سے واقف تھے، جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ یہ کیا مورتیں ہیں، جن کی پرستش پر تم معتکف (وقائم) ہو، وہ کہنے لگے کہ: ہم نے اپنے باپ دادا کو ان کی پرستش کرتے دیکھا ہے، (ابراہیم نے) کہا کہ تم بھی گمراہ ہو اور تمہارے باپ دادا بھی صریح گمراہی میں پڑے رہے)۔''

پھر ایسی برکت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ کے بکثرت نبی ان کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں ہوتے رہے اور اس پیغام کو آگے بڑھاتے رہے، ان کی اسی خصوصیت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کی شاخ کو بڑا مرتبہ عطا فرمایا، لیکن پھر حضرت اسحاق علیہ السلام کی یہ شاخ جو بنی اسرائیل کے نام سے موسوم رہی، بتدریج رو مستقیم سے ہٹتی چلی گئی، پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالمی نبی بنا کر مبعوث کیا اور ان کو تاکید کی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کا راستہ تمہارا راستہ ہے، جن کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے نبی بھیجے اور وہ سب اپنے اپنے زمانہ میں توحید کی دعوت اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی دعوت دیتے رہے تھے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو تاکید و تلقین کی تھی، قرآن مجید میں ہے:

> حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے شیر خوار پہلے بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی ماں کے ساتھ بسایا، ان کا یہی بچہ حضرت اسماعیلؑ یہاں توحید کی اشاعت کا ذریعہ بنا اور اس کی اولاد سب سے کٹ کر ایک اللہ کی عبادت پر قائم رہی ان کا عہد و پیمان تھا کہ لوگوں کو توحید کی دعوت دیں گے اور حق بات کی تلقین کریں گے

''وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ۔'' (سورۂ بقرہ:۱۳۲)

ترجمہ: ''اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کی اور یعقوب نے بھی (اپنے فرزندوں سے یہی کہا کہ) بیٹو! خدا نے تمہارے لئے یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوری طاقت اور زور اسی دعوت پر اور اس کے مطابق عمل کرنے میں صرف کردیا تھا اور بڑی تکلیفیں اور قربانیاں برداشت کرنے کے ساتھ مکہ معظمہ کے مقام پر بیت اللہ شریف کی پہلے سے طے کردہ جگہ پر خانۂ خدا کی تعمیر نو کی، تاکہ وہاں سے توحید کا پرچم بلند ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے شیر خوار پہلے بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ان کی ماں کے ساتھ بسایا، ان کا یہی بچہ حضرت اسماعیلؑ یہاں توحید کی اشاعت کا ذریعہ بنا اور اس کی اولاد سب سے کٹ کر ایک اللہ کی عبادت پر قائم رہی ان کا عہد و پیمان تھا کہ لوگوں کو توحید کی دعوت دیں گے اور حق بات کی تلقین کریں گے، یہ سلسلہ قائم تھا کہ وہاں کا ایک شخص عراق اور شام کے سفر میں بتوں کی عبادت دیکھ کر متاثر ہوا اور بت یہاں لے آیا، اس کے اثر سے بت پرستی کا عمل دخل شروع ہوگیا۔

بالآخر پھر اسی خاندان کے ایک فرد فرید کو اللہ تعالیٰ نے دعوت ابراہیمی تازہ کرنے اور اسی فکر و عقیدہ پر دنیا کو لانے کے لئے انتخاب کیا، انہی پر نبوت کو مکمل کیا اور ان کے ماننے والوں کو یہ کام سپرد کیا کہ وہ نسلاً بعد نسل اس مشن کو فروغ دیں کہ صرف خدائے واحد کی عبادت کا پابند بنائیں اور اپنے خیالی اور ہاتھ سے بنائے ہوئے خداؤں کو باطل سمجھیں اور اس بات پر یقین کو عام کریں کہ تمام دنیاؤں کا کام کاج صرف ایک اللہ کے ہاتھ میں ہے، اسی نے سب کو پیدا کیا اور پیدا کر کے یونہی چھوڑ نہیں دیا بلکہ ساری مخلوق کو اس کے حکموں پر چلنا ہے، جو بھی اس کے حکموں سے منہ موڑے گا اسے دوسری آنے والی زندگی میں جواب دہ ہونا پڑے گا اور سزا پائے گا۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مکہ والے توحید کے معاملہ میں اپنے راستہ سے بہت بھٹک گئے تھے، جس کی اصلاح کی شدید ضرورت تھی اس ضرورت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر پورا کیا، مکہ والوں کے مورث اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پہلے ہی یہ دعا کر لی تھی کہ ان لوگوں کی اصلاح و تزکیہ اور تعلیم کے لئے انہی میں سے نبی بھیجیے، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی تھی پھر ایک طویل مدت کا موقع دے کر انہی کی اولاد میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب کیا اور یہ اعلان بھی کر دیا کہ اب ان کے بعد کوئی دوسرا نبی کسی بھی جگہ اور کبھی بھی نہیں آئے گا، یہی آخری نبی ہیں جو سب کے لئے ہیں اور سارے زمانوں کے لئے ہیں، اس طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی ہوئی نبوت ان کے جد اعلیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی نبوت کا ایک طرح کا تسلسل تھی اور دونوں ایک ہی راہ کے راہ رو تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو اپنے نبی پر نازل فرمائی، حالات اور ضرورت کے مطابق بتدریج آپ کو اپنے فرشتہ کے ذریعہ آیات پہنچائیں اور ایمان و عمل صالح کے لئے راہنمائی کے ساتھ ساتھ بڑے اچھے اور موثر انداز میں سابقہ قوموں اور نبیوں کے ایسے حالات بھی بیان کئے جن سے معلوم ہوا کہ شرک اور گناہوں پر عمل کرتے رہنے پر کس کس طرح اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا۔

لہٰذا اگر اسی طرح کے حالات مکہ والے عربوں اور ان کا ساتھ دینے والے عرب قبائل میں ہوں گے تو ان پر بھی اللہ تعالیٰ کا غضب بصورت عذاب نازل ہو سکتا ہے، لہٰذا یہ لوگ ان واقعات سے سبق لیں اور

> حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے مکہ والے توحید کے معاملہ میں اپنے راستہ سے بہت بھٹک گئے تھے، جس کی اصلاح کی شدید ضرورت تھی اس ضرورت کو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی بنا کر پورا کیا

سمجھیں کہ سابقہ قوموں کی نافرمانی اور بد دینی پر کیسی سخت سزائیں دی گئیں، لہٰذا نبی کی بات مانیں اور راہ حق پر آجائیں اور نبی کی راہنمائی میں اپنے کو درست کریں، جن کی سیرت اور اخلاق کی خوبی سے وہ پہلے ہی سے واقف ہیں۔

باطل عقیدوں کی اصلاح کی دعوت:

مکہ مکرمہ پورے عرب خطہ کا مرکزی مقدس مقام تھا، اس لئے یہاں کے لوگوں کو دین حق اختیار کرنے کی دعوت دینا زیادہ ضروری اور اہمیت کا کام تھا کہ یہاں جو ہوگا، اس کا اثر پورے عرب پر پڑے گا، اس لئے آپ برابر اپنے کام میں لگے رہے اور جہاں تک قابل عمل تھا اپنی بات لوگوں کے سامنے رکھتے رہے کہ خدائے واحد پر ایمان لاؤ، بتوں کی عبادت کو چھوڑو، تم کو یہ بت اور مورتیاں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے نبی کو مانو، یہ اللہ کے آخری نبی ہیں، اب کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا اور اس حقیقت کو بھی تسلیم کرو کہ اس موجودہ زندگی کے بعد کی بھی ایک زندگی ہے، وہ آخرت کی زندگی ہے، اس کے لئے تیاری کرو، دنیا کی زندگی تو آخرت کی زندگی کی کھیتی ہے، جو یہاں بوؤ گے وہ وہاں کھاؤ گے۔

کافروں اور مشرکوں کے عقیدہ میں فرشتوں اور جنات کے وجود کو ماننے کا عقیدہ بھی تھا، لیکن وہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں، گویا کہ ان کو بھی خدا کی سی طاقت رکھنے والا سمجھتے اور ایسا ہی مقدس جانتے اور جنوں کو بُری روحیں سمجھ کر ان کو بااثر سمجھتے اور ان کو خوش کرنے کے لئے ان کی تعظیم اور ان سے مدد لینے کی ضرورت سمجھتے تھے اور بھی اس سلسلہ میں طرح طرح کی خرافات اور غلط تصورات و خیالات دل و دماغ میں بٹھا رکھے تھے۔

نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان خیالات کی بھی تصحیح فرمائی کہ فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے حکموں کے محتاج اور پابند ہیں، البتہ یہ نہ دیکھی جانے والی مخلوق ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیے ہوئے حکموں کو بجالانے کے لئے مقرر ہیں اور اسی کے مطابق کام کرتے ہیں اور جنات انسانوں کی طرح اللہ کی مخلوق ہیں، ان پر بھی انسانوں کی طرح اپنے خالق کو ماننے و اپنے خالق کی عبادت کرنے کو لازم قرار دیا گیا ہے، انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا اور انسانوں کے ہی سب سے افضل فرد کو ساری مخلوق میں سب سے افضل قرار دیا۔ ☆☆☆

”ثبوت حاضر ہیں“۔۔۔ایک مطالعہ

رفیع الدین ہاشمی

علامہ اقبالؒ نے ۲۱رجون ۱۹۳۶ءکو پنڈت نہرو کے نام ایک خط میں، قادیانیوں کو اسلام اور ہندوستان کا غدار قرار دیا تھا۔ان کے الفاظ تھے:

"I have no doubt is my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and India."

ترجمہ:”میرا ذہن اس بارے میں ہر شبہ سے پاک ہے کہ احمدی ”اسلام اور ہندوستان“ دونوں کے غدار ہیں۔“

اور پھر اسی زمانے میں اقبال نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو امت مسلمہ سے الگ ایک اقلیت قرار دیا جائے... تو بہ ظاہر یہ مطالبہ، انتہا پسندانہ اور علامہ اقبال کے دھیمے مزاج، نرم خو طبیعت اور وضع داری کے خلاف محسوس ہوتا تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں غیر معمولی شاعرانہ صلاحیتوں کے ساتھ، ایک گہری تاریخی اور سیاسی بصیرت سے بھی نوازا تھا، وہ بخوبی سمجھتے تھے کہ مرزا غلام احمد کا دعویٰ نبوت، اسلام کی جڑوں پر تیشہ چلانے کے مترادف ہے، چنانچہ انہوں نے قادیانیوں کی اصلیت کے بارے میں لکھا:

”ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام کے متعلق، ان کے رویے کو فراموش نہیں کرنا چاہئے، بانی تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا، علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانان کے قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے.... یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔“

(حرف اقبال، ترجمہ: لطیف احمد شیروانی، اسلام آباد ۱۹۸۳ء،ص:۹۷،۹۸)

حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال نے قادیانیت پر جو کچھ لکھا اور جس بصیرت کے ساتھ اس کا تجزیہ کرکے اس کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا، وہ ان کی دکھتی رگوں کو چھیڑنے کے مترادف تھا.....ایک تو علامہ اقبال کی شخصیت، دوسرے ایسی ”ضرب کلیم“ قادیانی اس چوٹ کو آج تک نہیں بھولے۔اس چوٹ کی دکھن، وہ اس لئے بھی محسوس کرتے ہیں کہ ۱۹۷۴ء میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی پارلیمنٹ نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے کر، علامہ اقبال کی تجویز یا مطالبے پر صاد کیا۔اقبال نے ۶۴ سال پہلے قادیانیت کا جو تجزیہ کیا تھا، اس کا علمی جواب تو قادیانیوں سے آج تک نہیں بن پڑا، مگر وہ علامہ کو کسی نہ کسی حوالے سے بدنام و رسوا کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ان کی تحریک انہدام اقبال کا دائرہ، اب پاکستان سے باہر بھارت اور یورپ خصوصاً برطانیہ تک وسیع ہو رہا ہے، مگر یہ ایک الگ موضوع ہے۔سردست قادیانیت کی اصلیت اور ان کے عزائم کے بارے میں ایک تازہ کتاب ”ثبوت حاضر ہیں“ کا تعارف کرانا مقصود ہے۔

کسی بھی شخص کی تصانیف، اس کی شخصیت کی آئینہ دار اور اس کے خیالات و افکار کی ترجمان ہوتی ہیں۔اس لئے مذاہب اور تحریکیں اپنی بانی شخصیتوں اور اکابر کی تحریریں بار بار شائع کرتی اور انہیں زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کرتی ہیں، مگر قادیانی مرزا صاحب کی تصانیف و ملفوظات کو چھاپنے کے بجائے چھپاتے ہیں، کیونکہ ان کی بیشتر تحریریں لغویت، نامعقولیت، کذب و افترا، عجیب و غریب تضادات اور مضحکہ خیز ”الہامات“ کا مجموعہ ہیں۔

قادیانیوں نے ایک مہم کے تحت مرزا غلام احمد کی کتابیں معدوم کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں وہ خاصی حد تک کامیاب ہوئے ہیں۔جہاں بھی مرزا کی کسی کتاب کا سراغ ملے، وہ اسے حاصل کرکے ضائع کردیتے ہیں۔معروف دانشور، معلم اور اقبال شناس پروفیسر محمد منور راوی ہیں کہ وہ وقتاً فوقتاً حضرت مولانا محمد شفیع مرحوم (مہتمم مدرسہ سراج العلوم سرگودھا) کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ایک شخص مولانا کے ہاں آتا تھا اور ان سے عقیدت و نیازمندی ظاہر کیا کرتا تھا، کبھی کبھار قادیانیوں کے بارے میں غم و غصے اور اضطراب کا اظہار بھی کرتا۔رفتہ رفتہ اس نے حضرت صاحب کے حلقے میں اعتبار و رسوخ حاصل کرلیا۔اسے معلوم تھا کہ مدرسہ سراج العلوم کے کتب خانے میں قادیانیت کی اصل کتابیں موجود ہیں۔ایک روز اس نے اپنی چکنی چپڑی باتوں سے مولانا کو قائل کرلیا کہ قادیانیت کا رد لکھنے کے لئے اسے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں عاریتاً دے دی جائیں۔نیاز مندوں نے مولانا سے کہا کہ سب کتابیں بیک وقت نہ دی جائیں، مگر سادہ مزاج مولانا نے اسے درخور اعتنا نہ سمجھا، وہ اس چرب زبان کے قائل ہوچکے تھے، وہ شخص ساری کتابیں لے گیا، مگر پھر کبھی نظر نہ آیا۔

جناب محمد متین خالد کی زیر نظر کتاب قادیانیت کے اصل چہرے کو بے نقاب کرتی ہے۔وہ مرزا غلام احمد

قادیانی کے عقائد و عزائم کو، ان کی قدیم اور اصل کتابوں کے عکسی نقول کی صورت میں سامنے لائے ہیں۔ قادیانیوں کی اپنی ہی مطبوعہ کتابوں کی یہ شہادتیں، قادیانیت کی ایک ایسی تصویر پیش کرتی ہیں، جس سے عام مسلمان ناواقف ہیں۔ امت مسلمہ اور عالم اسلام کے لئے یہ تصویر بے حد خوفناک ہے اور انسانیت و اخلاق کی سطح پر نہایت پست اور شرمناک ہے… نقل کفر، کفر نباشد، ہم دل پر پتھر رکھ کر تصانیف مرزا اور کتب قادیانیت سے بعض اقتباسات اور جملے نقل کرتے ہیں:

☆……’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد، نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔‘‘(ص:۱۰۳)

☆……’’میں خود خدا ہوں۔‘‘(ص:۱۳۲)

☆……’’ایک بار مجھے الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدے مطابق۔‘‘(ص:۱۱۶)

☆……’’خدا تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہوگیا۔‘‘(ص:۱۱۸)

☆……’’ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے….‘‘(ص:۱۶۳)

☆……’’آپ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی…. کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔‘‘(ص:۲۶۹)

☆……’’جو شخص قرآن شریف پر ایمان لاتا ہے، اس کو چاہئے کہ ابوہریرہ کے قول کو ایک ردی متاع کی طرح پھینک دے۔‘‘(ص:۳۰۶)

☆……’’ابوبکر و عمر کیا تھے؟ وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔‘‘ (ص:۳۰۷)

☆……’’تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا: مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور قادیان…..‘‘(ص:۳۵۴)

☆……’’مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے، جو قادیان میں واقع ہے….‘‘(ص:۳۵۴)

☆……’’لوگ معمولی اور نفلی حج کرنے کو بھی جاتے ہیں، مگر اس جگہ (قادیان میں) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے۔‘‘(ص:۳۵۵)

☆……’’میرے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۵۷ء میں اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکاری انگریزی کو مدد دی تھی، یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانۂ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔‘‘(ص:۷۵۵)

☆……’’مسلمان لوگوں‘‘ کے مقابلے میں انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے، تمہارے لئے ایک برکت ہے۔‘‘(ص:۷۶۲)

☆……’’میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔‘‘(ص:۷۶۱)

☆……’’میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔‘‘(ص:۷۶۳)

☆……’’(ہم) قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت گزار ہیں (چاہئے کہ وہ) اس خود کاشتہ پودا…. کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔‘‘(ص:۷۶۵)

☆……’’جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔‘‘(۳۹۴)

قادیانیت کی ان کتابوں میں اس طرح کی بہت کچھ لغویات و خرافات ملتی ہیں۔ ان تحریروں کا ایک حصہ تو بالکل کوک شاستر قسم کا ہے اور ہر طرح کے احساس شرم و حیا کو بالائے طاق رکھے بغیر اس میں سے کوئی اقتباس نقل کرنا ممکن نہیں۔ مرزا کا اسلوب تضاد بیانی، ذہنی مجہولیت اور انتشار خیالات کا ملغوبہ ہے۔ ایک جگہ کہتے ہیں:

☆……’’ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔‘‘ (ص:۳۷۰) مگر خود مخالفین پر بکثرت لعنت بھیجتے اور ان کے لئے منحوس، ملعون، کذاب، خبیث، سفلیوں کا نطفہ، بدکار، ولد الحرام اور رنڈیوں کی اولاد جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ لغویت اور مضحکہ خیزی کی حد تو یہ ہے کہ جب کسی پر ہزار بار لعنت بھیجنا چاہتے ہیں تو طرز تحریر یہ ہوتا ہے: لعنت، لعنت، لعنت… اور اس طرح کئی صفحے سیاہ کرنے کے بعد ۱۰۰۰ لعنت تک پہنچ کر ہی ان کی تسکین ہوتی ہے۔‘‘(ص:۳۱۶،۳۱۵)

کیا قادیانی مملکت پاکستان کے وفادار ہیں؟

یہ سوال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کے بارے میں قادیانیت اور بھارتیا جنتا پارٹی اور کانگریس کے خیالات اور مقاصد میں حیرت انگیز مماثلت پائی جاتی ہے۔ دونوں کا مقصود ’’اکھنڈ بھارت‘‘ ہے۔ یہ جملے: ’’ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں، بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پھر متحد ہوجائیں۔‘‘ کسی پٹیل، نہرو یا گاندھی کے نہیں بلکہ مرزا بشیر الدین محمود کے ہیں۔ (روزنامہ الفضل، ۱۷/ مئی ۱۹۴۷ء)

قیام پاکستان کے موقع پر مشرقی پنجاب سے مسلمانوں کا صفایا ہوگیا، مگر مرزائیوں کا مرکز قادیان علیٰ حالہ قائم و برقرار ہے۔ قادیانیوں کو وہاں آمد و رفت اور رہائش کی اجازت ہے، حالانکہ (قادیانیوں کے علاوہ) دیگر پاکستانیوں کے لئے پورا مشرقی پنجاب ممنوعہ علاقہ ہے۔ پنجاب کے کسی شہر کا ویزا تو درکنار، وہ اس حصے میں سفر بھی نہیں کرسکتے بلکہ وہ وہاں سے گزر بھی نہیں سکتے (پنجاب سے آگے جانے والوں کو صرف بند ٹرین میں رات کے وقت یہاں سے گزارا جاتا ہے) بھارت کی مسلم دشمنی اور پاکستان دشمنی مسلم ہے، مگر قادیانیوں سے یہ خصوصی رعایت کیوں؟ اس لئے کہ قادیان کا ایک

"روحانی مرکز" کے طور پر برقرار رہنا ہندو سامراج کے مفاد میں ہے۔ ماہ گزشتہ ڈاکٹر شنکر داس کا ایک اقتباس قارئین ترجمان القرآن کی نظر سے گزرا ہوگا، جسے مولانا مودودی مرحوم و مغفور نے "بندے ماترم" سے نقل کیا تھا۔ اس کے مطابق ہندوؤں کو "اگر امید کی شعاع دکھائی دیتی ہے تو وہ احمدیت کی تحریک ہے" کیونکہ "مسلمان جس قدر احمدیت کی طرف راغب ہوں گے اسی قدر قادیان کو مکہ تصور کرنے لگیں گے؟ ایک احمدی، خواہ دنیا کے کسی گوشے میں بھی ہو، روحانی تشنگی حاصل کرنے کے لئے وہ اپنا منہ قادیان کی طرف کرتا ہے۔"

خدا کے فضل و کرم سے پاکستان قائم و دائم ہے (اور ان شاء اللہ قائم رہے گا) مگر متذکرہ بالا پس منظر میں بالکل واضح ہے کہ قادیانیوں کا مفاد ایک کمزور پاکستان میں ہے۔ قدرتی طور پر وہ نہیں چاہیں گے کہ ملک مستحکم ہو، اخلاقی اور معاشی اعتبار سے ترقی کرے اور یہاں امن و امان قائم رہے.... قیام پاکستان سے تاحال سرکردہ قادیانی افسران اور بعض کلیدی مناصب پر فائز قادیانیوں کے کردار کو اس پس منظر میں دیکھیں (اس کی کچھ تفصیل جناب بشیر احمد کی کتاب: Ahmadiyya Movement: British- Jewish Connections راولپنڈی، ۱۹۹۴ء میں ملتی ہے) تو علامہ اقبال کے اس جملے کی معنویت اور واضح ہوتی ہے کہ: "احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔"

ہنود کے ساتھ ساتھ یہود سے بھی ان کا خاص تعلق استوار ہے۔ اسرائیل، عالم اسلام کے لئے ناسور کی حیثیت رکھتا ہے۔ کسی پاکستانی مسلمان کو اسرائیل کا ویزا نہیں مل سکتا، مگر قادیانیوں کو یہودی ریاست میں مستقل مشن قائم کرنے کی اجازت ملی اور وہ سالہا سال سے وہاں کام کر رہے ہیں۔ کئی سال پہلے کی مصدقہ رپورٹ کے مطابق حیفہ میں ایک قادیانی "مسجد"، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک ڈپو اور ایک اسکول موجود ہے اور البشریٰ کے نام سے ایک ماہانہ عربی رسالہ بھی جاری ہے..... یہودیوں کو قادیانیوں پر اس درجہ اعتماد ہے کہ انہیں اسرائیلی فوج میں بھی بھرتی کیا جاتا ہے۔ ۱۹۷۲ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے تھے۔ (ص:۸۴۳،۸۴۲)

حقیقت یہ ہے کہ خوئے غلامی قادیانیت کی سرشت میں شامل ہے۔ غلامی ہندو کی ہو، یہود کی ہو یا انگریز کی، اسے بخوبی راس آتی ہے۔ کسی آزاد فضا اور پاکیزہ ماحول میں اس کی نشوونما ممکن نہیں۔ اس لئے جب پاکستان میں ان پر گرفت ہوئی اور عدالتوں کا سامنا کرنے کا خدشہ پیدا ہوا تو مرزا طاہر احمد، لندن جا کر انگریزوں کے "سایہ رحمت کے نیچے" (ص:۸۷۷) جا بیٹھے۔ انگریزوں کے اس "خود کاشتہ" گروہ کو امان ملی تو کہاں ملی؟ "حیات احمد" کے مصنف کا یہ اقتباس:

"جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت لاف گزاف مارتے ہیں، مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔" (ص:۳۰) اس صورت حال پر صادق آتا ہے۔ مختصر یہ کہ قادیانیت، اس وقت یہود، ہنود اور نصاریٰ (بطور خاص برطانیہ) کے تعاون و اعانت سے پرورش پا رہی ہے..... بمصداق: "أَوْلِيَاءُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ." (المائدہ:۵۰)

قادیانی اس بات پر بہت تیخ پا ہیں کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمنٹ نے انہیں غیر مسلم قرار دیا، پھر امتناع قادیانیت آرڈی نینس (۱۹۸۴ء) کی رو سے انہیں اسلامی شعائر کے استعمال اور خود کو مسلمان کہنے، کہلانے یا ظاہر کرنے پر پابندی لگا دی گئی۔ سوال یہ ہے کہ جب انہوں نے ایک صدی پہلے مسلمانوں کا معاشرتی مقاطعہ کیا تھا (مسلمانوں کی اقتدا میں نماز، شادی بیاہ اور غیر قادیانیوں کی نماز جنازہ میں شرکت کی ممانعت وغیرہ) اور امت مسلمہ کو غیر مسلم قرار دیا تھا: ("ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔") (ص:۳۴۰) تو اب شکوہ کس بات کا؟.... ان کے اسی رویے کی بنا پر ہی علامہ اقبال نے انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مسئلہ اٹھایا تھا، جب وہ مسلمانوں سے اس حد تک مختلف ہیں کہ مملکت پاکستان کے مسلمان سربراہ کو، اسی مملکت کا قادیانی وزیر خارجہ اس لائق نہیں سمجھتا کہ وہ اس کی نماز جنازہ میں شریک ہو تو پھر وہ مسلمانوں کے شعائر، مخصوص نشانات، علامات اور اعمال و عبادات کے طور طریقوں کو اختیار کئے رکھنے پر کیوں مصر ہیں؟ وہ امت مسلمہ سے الگ نئے شعائر کیوں نہیں وضع کر لیتے؟ جیسا کہ سپریم کورٹ نے سوال اٹھایا: "کیا ان کا نیا مذہب اپنی طاقت، میرٹ یا صلاحیت کے بل پر ترقی نہیں کر سکتا یا فروغ نہیں پا سکتا کہ اسے جعل سازی و فریب سے خود کو "مسلمان" بنا کر پیش کرنا پڑتا ہے؟ آخر کار دنیا میں اور بھی بہت سے مذاہب ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں یا دوسرے لوگوں کے القابات وغیرہ پر کبھی غاصبانہ قبضہ نہیں کیا".... قادیانیت مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کے سامنے آنا چاہتی ہے۔ یہ فریب کاری کی کوشش ہے اور اس لئے قابل مذمت ہے۔

محمد متین خالد نے بڑی دیدہ ریزی اور جانکاہی سے یہ تحقیق کی ہے اور اس پر بہر طور تعریف و تحسین کے مستحق ہیں۔ سو سال پرانی کتابوں کی تلاش و دریافت ہی جاں جوکھم کا کام ہے، پھر خالد صاحب نے پورے مواد کو مختلف عنوانات کے تحت بڑے سلیقے سے مرتب کیا ہے۔ قادیانیت پر یہ ایک مستند دستاویز ہے۔ اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لئے "ثبوت حاضر ہیں" سے اعتنا و استفادہ ناگزیر ہوگا۔ کتاب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان نے شائع کی۔

(انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی ترجمان القرآن، مئی ۱۹۹۸ء)

مولانا محمد یعقوب ربانی بھی چل دیئے

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

۱۷ر اکتوبر ۲۰۱۶ء کو فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں مولانا محمد یعقوب ربانی وصال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ٹو بہ ٹیک سنگھ کا ایک اہم اڈہ ہے جسے پچلور کہتے ہیں اس سے تھوڑا آگے جائیں تو جامعہ دارالعلوم ربانیہ ہے جو ملک عزیز کے نامور مدارس میں شمار ہوتا ہے۔ ہمارے ملک عزیز کے نامور علماء، شیخ الحدیث مولانا نذیر احمدؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، شیخ الحدیث مولانا ظریف احمدؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید انورؒ جیسے حضرات نے وہاں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ انہی حضرات میں سے ایک مولانا محمد یعقوب ربانی بھی ہیں۔ جنہوں نے دارالعلوم ربانیہ سے فراغت حاصل کی۔ ان کی تعلیم کے دوران ربانیہ کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا رفیق کشمیریؒ تھے آپ نے اپنے منظور نظر شاگرد مولانا یعقوب ربانی سے فرمایا کہ آپ کے ضلع شیخوپورہ میں کوئی ایسا ادارہ نہیں جہاں دورہ حدیث ہوتا ہو۔ آپ اپنے علاقہ فاروق آباد میں جا کر دینی مدرسہ قائم کریں۔ چنانچہ یہاں پر آ کر مولانا یعقوب ربانی صاحب نے جامعہ اسلامیہ فاروق آباد کے نام سے ادارہ قائم کیا جس کا حفظ و ناظرہ سے آغاز کیا اور پھر اس ادارہ میں ایک یہ بھی وقت آیا کہ دورہ حدیث شریف ہونے لگا۔ مولانا یعقوب ربانی نے یہاں ایک اعلیٰ روایت قائم کی کہ اپنے طلباء دورہ حدیث شریف کی کلاس کے ذہین طلباء کو صحاح ستہ کی مختلف کتابیں حفظ کراتے تھے۔ کسی کو بخاری شریف، کسی کو ترمذی شریف، کسی کو مسلم شریف اور کسی کو ابوداؤد شریف کے حفظ کرنے پر لگایا ہوا تھا۔ تھوڑا عرصہ یہ سلسلہ چلایا اور بڑی کامیابی سے چلایا۔ یہ دور جامعہ اسلامیہ کے عروج کا دور قرار دیا جا سکتا ہے۔ پھر یہاں پر بچیوں کا مدرسہ قائم کیا، اسے بھی دورہ حدیث شریف تک لے گئے آپ نے اس ادارہ کے لئے خاصی جانگسل محنت کی۔ بڑی خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔ پھر ایسا وقت بھی آیا کہ مدرسہ سے آہستہ آہستہ بنین کی تعلیم کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ اس زمانے میں آپ نے تدریس کے لئے جامعہ الحبیب چکوال کا رخ کیا۔ پھر واپس آئے جیسے کیسے بنات کی تعلیم کا سلسلہ صحت کے زمانے تک جاری رکھا۔ ایک زمانہ تھا کہ سید امین گیلانیؒ، مولانا محمد عالم کشمیریؒ، مولانا عبداللطیف انورؒ، مولانا محمد یعقوب ربانیؒ ضلع شیخوپورہ کی پہچان ہوا کرتے تھے۔ پہلے مقدم الذکر تینوں حضرات یکے بعد دیگرے چل دیئے اور اب مولانا محمد یعقوب بھی ان سے جا ملے۔ ایک زمانہ تک مولانا یعقوب ربانی اور مولانا عبداللطیف انور صاحب جمعیت علماء اسلام ضلع شیخوپورہ کے امیر اور ناظم اعلیٰ رہے۔ حافظ الحدیث حضرت درخواستیؒ، مفکر اسلام مفتی محمود صاحبؒ، ضیغم اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ، ولی ابن ولی مولانا عبیداللہ انورؒ ایسی شخصیات کے ساتھ جمعیت علماء اسلام کی سربلندی کے لئے بھرپور محنت کی اور ایک مقام پیدا کیا۔

مولانا محمد یعقوب ربانی کا بیعت کا تعلق خواجہ خان محمد صاحبؒ سے تھا۔ بڑے تسلسل کے ساتھ خانقاہ سراجیہ حاضری رہتی تھی۔ لاہور کے حضرت مولانا پیر نعیم اللہ فاروقی نے مولانا ربانی صاحب کو خلافت سے نوازا تو پھر آپ نے بھی اپنی عنان توجہ پھیر لی۔ مولانا یعقوب صاحب نے پہلا عقد کیا اس سے نرینہ اولاد نہ ہوئی۔ پھر عقد ثانی کیا۔ یکے بعد دیگرے حق تعالیٰ نے محمود خان، مسعود خان، مشہود خان تین صاحبزادوں سے نواز دیا۔

مولانا یعقوب ربانی راجپوت برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ علمی گھرانہ تھا۔ آپ کے ایک بھائی جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فارغ التحصیل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے شاگرد ہیں۔ دونوں حضرات نے فاروق آباد میں خوب علم کے دیپ جلائے۔ اب اکیڈمیوں کا دور دورہ ہے اور بے نام اللہ کا۔

مولانا محمد یعقوب ربانی نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں اپنے ضلع بھر میں مثالی کردار ادا کیا۔ پہلے چنیوٹ اور پھر چناب نگر سالانہ ختم نبوت کانفرنس پر بمع رفقاء و طلباء کے تشریف لانا آپ کے معمول کا حصہ تھا، جس میں تخلف نہ کرتے۔ صحت کے زمانہ تک اس روایت کو تسلسل کے ساتھ نبھایا۔

فقیر نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء پر کتاب مرتب کرنا تھی۔ کہیں اشتہار یا اعلان پڑھ لیا، خط لکھا، فقیر فاروق آباد حاضر ہوا تو تحریک کا جتنا اخباری ریکارڈ اور ضلع شیخوپورہ کی تحریک کا رجسٹر تھا، سارا میرے سپرد کر دیا۔ بہت ہی اعتماد والے تھے، محبت بھرا تعلق تھا، اعتماد باہمی کی فضا قائم رکھی۔ گزشتہ کچھ عرصہ سے مدرسہ کا نظم منتقل ہوا، پھر رعشہ کی بیماری نے زور پکڑا، گرم سرد اور اردگرد کی ہوا سے بھی متاثر ہوئے تو چارپائی سے لگ گئے۔ جب تک ہمت رہی کوئی نماز مسجد کی ترک نہ کی۔ سہارا لے کر پھر وہیل چیئر پر مسجد کی نماز باجماعت کا اہتمام رہا۔ جب صحت نے اس کا بھی نہ چھوڑا تو گھر پر ہی نماز کا اہتمام کرتے۔ خوب وقت گزارا۔ اپنے قائم کردہ ادارہ کی اپنی بنائی ہوئی جامع مسجد کے شمال کی جانب آخری آرام گاہ بنی۔ آپ چلے گئے اب یادیں رہ گئیں۔ حق تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔ آمین۔ ☆☆☆

حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا طرزِ استدلال

مولانا زاہد الراشدی

حضرت مولانا مفتی محمودؒ قدس اللہ سرہ العزیز کو ہم سے رخصت ہوئے ۱۴ اکتوبر کو چھتیس برس گزر گئے لیکن ابھی کل کی بات لگتی ہے، ان کا چہرہ نگاہوں کے سامنے گھوم رہا ہے، وہ مختلف تقریبات میں آتے جاتے دکھائی دے رہے ہیں، ان کی گفتگو کانوں میں رس گھول رہی ہے، ان کے استدلال اور نکتہ رسی کی ندرت دل و دماغ کو سراپا توجہ کی کیفیت میں رکھے ہوئے ہے اور ان کی فراست و تدبر کے کئی مراحل ذہن کی اسکرین پر قطار میں لگے ہوئے ہیں۔ مولانا مفتی محمودؒ کے بارے میں بہت کچھ کہنے کو جی چاہتا ہے اور بہت لکھنے کا ارادہ ہوتا ہے لیکن آج کل سماعت و مطالعہ کا ہاضمہ اس قدر کمزور ہو چکا ہے کہ بعض ارادے:

''کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ویسا نہ ہو جائے''

کی دہلیز پر آکر دم توڑ دیتے ہیں۔ آج ان کے بارے میں کچھ لکھنے کے لئے قلم ہاتھ میں لینے سے پہلے کئی گھنٹے سوچتا رہا اور متعدد پہلو باری باری سامنے آنے پر انہیں تولتا رہا، بالآخر ذہن کی سوئی حضرت مفتی صاحبؒ کے استدلال کے اسلوب اور ندرت پر آکر رک گئی اور اسی کے حوالہ سے چند معروضات قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو استدلال کی جو قوت و صلاحیت عطا فرمائی تھی اس کا اعتراف سب حلقوں میں کیا جاتا تھا۔ ہمارے ایک مرحوم و مخدوم بزرگ کہا کرتے تھے کہ مفتی صاحبؒ سامنے نظر آنے والے لکڑی کے ستون کو دلائل کے ساتھ سونے کا ستون ثابت کرنا چاہیں تو دیکھنے والا شخص ان کی بات ماننے پر مجبور ہو جائے گا۔ سیاسی، علمی اور فکری سب قسم کے معاملات میں مفتی صاحبؒ کی اس خداداد صلاحیت کا ہم نے یکساں اظہار ہوتے دیکھا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر خود ان کی زبان سے براہ راست سنی ہوئی بعض باتیں ذکر کرنا چاہ رہا ہوں۔

۱۹۷۳ء کے دستور کی ترتیب و تدوین میں حضرت مفتی صاحبؒ بھی دستور ساز اسمبلی کے ممبر بلکہ جمعیت علمائے اسلام کے پارلیمانی لیڈر کے طور پر شریک تھے۔ اس دوران یہ بات زیر بحث آئی کہ کیا عورتوں کو اسمبلی میں نمائندگی دی جا سکتی ہے؟ ہمارے بعض سرکردہ ارباب علم و فضل کو اس میں اشکال تھا۔ مفتی صاحبؒ نے اس سلسلہ میں ایک بڑے بزرگ کے ساتھ اپنی گفتگو کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ حضرت اشکال کس بات میں ہے؟ کیا عورتوں کو رائے دینے اور مشورہ میں شریک ہونے کا حق حاصل نہیں ہے یا پردہ اور مجلس کے اختلاط کے حوالہ سے اشکال درپیش ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ عورتوں کو رائے دینے کا حق تو ہے اور انہیں مشاورت میں شریک بھی کیا جا سکتا ہے لیکن مشترکہ مجلس میں ان کا بے حجاب شریک ہونا درست دکھائی نہیں دیتا۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ قرآن کریم نے آیت مقدسہ: ''والقواعد من النساء'' میں عمر رسیدہ عورتوں کے لئے جو گنجائش دی ہے اگر اس کے تحت اسمبلی کی رکنیت کے لئے عورتوں کی عمر کی حد مقرر کر دی جائے، ان کی نشستیں مردوں سے الگ کر دی جائیں اور لباس کی بھی کوئی مناسب حد بندی کر دی جائے تو پھر آپ کو کیا اشکال ہے؟ اس پر وہ بزرگ خاموش ہو گئے۔

مفتی صاحبؒ نے ایک موقع پر بتایا کہ قومی اسمبلی میں قادیانیت کے حوالہ سے بحث طول پکڑ گئی اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر احمد کی طرف سے قرآن کریم کی آیات اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پیش کئے جانے کے باعث اسمبلی کے وہ ارکان تشویش کا شکار ہونے لگے جو قرآن و حدیث کا علم نہیں رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ''خاتم النبیین'' کے مختلف معنوں اور توجیہات نے اس تشویش میں اضافہ کر دیا، حتیٰ کہ خود وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے مفتی صاحبؒ سے کہا کہ دونوں طرف سے آیتیں اور حدیثیں پیش کی جا رہی ہیں اور حوالے دیئے جا رہے ہیں جو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہے۔ اس لئے ہمیں تو قرآن کریم سے کوئی سیدھی سی بات بتائیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آئے گا تب بات ہماری سمجھ میں آ سکتی ہے۔ مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ بھٹو مرحوم کی یہ بات سن کر ایک بار تو

مجھے بھی پریشانی سی ہوئی پھر اللہ تعالیٰ نے ذہن میں بات ڈال دی اور میں نے کہا کہ بھٹو صاحب! یہ بات تو قرآن کریم نے آغاز میں ہی واضح کردی ہے کہ سورۃ البقرہ کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ: ''مومن وہی ہے جو اس وحی پر ایمان لاتا ہے جو آپؐ پر نازل ہوئی ہے اور اس وحی پر بھی ایمان رکھتا ہے جو آپؐ سے پہلے نازل ہوئی ہے۔'' (البقرہ:۴) اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل ہونا ہوتی تو اس کا بھی یہاں ذکر ہوتا، چونکہ اس کا ذکر نہیں ہے، اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی وحی کا نزول نہیں ہوگا۔ یہ بات سن کر بھٹو مرحوم نے کہا کہ بس بات سمجھ میں آگئی ہے، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

اسمبلی کا ہی ایک اور واقعہ حضرت مفتی صاحبؒ نے سنایا کہ اسمبلی میں زیر بحث کسی مسئلہ پر مفتی صاحبؒ اور کچھ دیگر ارکان نے واک آؤٹ کیا تو اس پر مولانا کوثر نیازی مرحوم نے اعتراض کیا کہ آپ حضرات یہاں قوم کی نمائندگی کے لئے آتے ہیں اور یہاں آنے اور بیٹھنے کی آپ کو تنخواہ اور الاؤنس وغیرہ ملتے ہیں، اس لئے کام چھوڑ کر چلے جانا شرعاً درست نہیں ہے۔ مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ جس مجلس میں غلط باتیں ہورہی ہوں ''فلا تقعدوا معھم'' ان کے ساتھ مت بیٹھو۔ نیازی صاحب مرحوم نے کہا کہ پھر آپ مجلس میں واپس کیوں آگئے ہیں؟ مفتی صاحبؒ نے آیت کا دوسرا جملہ پڑھا: ''حتیٰ یخوضوا فی حدیث غیرہ'' یہاں تک کہ وہ کسی اور گفتگو میں مصروف ہو جائیں۔ یعنی اگر مجلس کا ایجنڈا بدل جائے تو آپ اس میں شریک ہوسکتے ہیں۔

مولانا مفتی محمودؒ موقع شناسی اور اس کے مطابق گفتگو کرنے میں مہارت رکھتے تھے اور مخاطب کی بات کا اصل مقصد سمجھ کر اس کا جواب دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں ایک بار مفتی صاحبؒ نے بتایا کہ کسی مالدار شخص نے ان سے دریافت کیا کہ کیا حرام مال پر بھی زکوٰۃ دینا ہوتی ہے؟ مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ میں اس کا مقصد سمجھ گیا کہ میں کہہ دوں گا کہ نہیں تو بات بن جائے گی کہ ہماری کمائی تو اکثر حرام کی ہوتی ہے اس لئے زکوٰۃ نہیں دینا پڑے گی۔ مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ ہاں بھئی! حرام مال میں بھی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے البتہ حلال مال کی زکوٰۃ اور حرام مال کی زکوٰۃ میں کچھ باتوں کا فرق ہے۔

حلال مال میں زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے نصاب کا ہونا ضروری ہے، لیکن حرام مال کا کوئی نصاب نہیں ہے۔

حلال مال میں حولان حول (سال کا گزرنا) شرط ہے لیکن حرام مال میں فوری ادائیگی ضروری ہے۔

حلال مال میں اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوتی ہے جبکہ حرام مال سارے کا سارا دے دینا ضروری ہے۔

حلال مال کی زکوٰۃ دینے پر اجر وثواب ملے گا مگر حرام مال ثواب کی نیت کے بغیر صحیح جگہ پر خرچ کرنا ہوگا۔

مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ زکوٰۃ کا اصل مقصد تو مال کو پاک کرنا ہوتا ہے جو حلال میں اڑھائی فیصد دینے سے حاصل ہوجاتا ہے۔ مگر حرام مال پورے کا پورا دے دینے سے باقی کا حلال مال پاک ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں اپنا ایک ذاتی واقعہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مفتی صاحبؒ کا اسلام آباد کے گورنمنٹ ہاسٹل میں عام طور پر ۴ نمبر کمرہ میں قیام ہوتا تھا اور میں وقتاً فوقتاً جماعتی معاملات میں وہاں جایا کرتا تھا۔ ایک روز مغرب کی نماز پڑھ کر ہم بیٹھے تو جماعتی وملکی معاملات پر گفتگو کا سلسلہ دراز ہوتا گیا۔ خاصی دیر کے بعد مفتی صاحبؒ کے خادم بھائی عبدالحلیم نے آکر پوچھا کہ کھانا تیار ہے لے آؤں؟ مفتی صاحبؒ نے مجھ سے پوچھا کہ مولوی زاہد کیا خیال ہے؟ کھانا پہلے کھالیں یا پہلے نماز پڑھ لیں۔ میں نے عرض کیا کہ پہلے نماز پڑھ لیتے ہیں پھر اطمینان سے کھانا کھائیں گے۔ مفتی صاحبؒ نے اس پر یہ کہہ کر ٹوک دیا کہ کیا مطلب! اطمینان کا تعلق کھانے کے ساتھ ہے یا نماز کے ساتھ؟ پہلے کھانا کھاتے ہیں پھر اطمینان کے ساتھ نماز پڑھیں گے۔

ایک موقع پر حضرت مفتی صاحبؒ نے کہا کہ مسلمانوں پر حکمران انہیں میں سے چنے جانے چاہئیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو'' واولوا الامر منکم'' اور ان حکمرانوں کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں۔ حضرت مفتی صاحبؒ کا استدلال ''منکم'' سے تھا کہ مسلمان حکمرانوں کا انتخاب خود ان میں سے ہی ہونا چاہئے۔

بہت سی باتیں یاد آرہی ہیں لیکن کالم میں اس سے زیادہ کی گنجائش نہیں ہے، اس لئے چند باتوں پر اکتفا کرتے ہوئے دعاگو ہوں کہ اللہ رب العزت حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے درجات جنت الفردوس میں بلند سے بلند تر فرمائیں اور ہمیں ان کی حسنات کا سلسلہ جاری رکھنے کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

(روزنامہ اسلام کراچی،۱۴؍اکتوبر۲۰۱۶ء)

تحصیل پہاڑپور میں پہلی کامیاب

ختم نبوت کانفرنس، ڈیرہ اسماعیل خان

رپورٹ: سمیع اللہ صدیقی

مورخہ ۲۶؍ستمبر ۲۰۱۶ بروز سوموار بمقام دارالعلوم صدیقیہ پہاڑپور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل پہاڑپور کے زیراہتمام پہلی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ملک بھر کے علماء کرام اور مشہور نعت خواں حضرات نے شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ تلاوت کلام پاک کی سعادت استاذ القراء قاری حاجی محمد صاحب (بہت) نے حاصل کی۔ پروگرام کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری عطاء الرحمن سرپرست عالمی مجلس ختم نبوت تحصیل پہاڑپور نے کی اسٹیج سیکریٹری کے فرائض امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قاری محمد کفایت اللہ قاسمی نے سرانجام دیئے۔ پروگرام میں مہمان خصوصی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، نمائندہ پیر آف گولڑہ شریف شیخ عبدالحمید صاحب، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا قاضی احسان صاحب (کراچی)، حضرت مولانا مفتی عظمت اللہ صاحب، (امیر مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بنوں) پیر حفیظ الرحمن صاحب (کراچی)، حضرت مولانا حمزہ لقمان صاحب (علی پوری)، مولانا عبدالحکیم اکبری صاحب رہنما (اے ایل) ڈیرہ، مولانا عبدالمجید قاسمی صاحب (ناظم اعلیٰ تنظیم اہلسنت والجماعت پاکستان)، مولانا محمد رضوان صاحب (کراچی)، فرزند مفتی محمودؒ حضرت مولانا عبیدالرحمن صاحب، محمد طیب اکبری ایڈووکیٹ، صاحبزادہ پیر آف موسیٰ زئی شریف اور دیگر ضلع بھر کے علماء کرام نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ نعت خواں حضرات میں صوفی اللہ بخش (پنجاب)، حافظ خبیب احمد صاحب (ڈیرہ)، حافظ نجیب اللہ صاحب (شاہداؤ)، حافظ محمد طاہر قریشی (فرزند قاری محمد قاسم قریشی) اور مقامی نعت خواں حضرات نے شرکت کی۔

حضرت مولانا عبدالمجید قاسمی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ دجال تو ہوسکتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کا نبی ہوسکتا۔

مفتی عظمت اللہ صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر دور میں گستاخ نبی کا حق والوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اس دور میں بھی فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ کیونکہ قادیانی فرقے کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ غیر مسلم ہیں۔

شیخ عبدالحمید چشتی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دین اسلام کی بنیاد کلمہ طیبہ پر ہے توحید رسالت پر یقین ہمارے ایمان کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور رسول کی اطاعت کرنا لازمی ہے کیوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لیے رحمۃ اللعالمین بن کر آئے ان کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے اور قیامت تک اور کوئی نبی نہیں آئے گا تمام مکاتب فکر کے علماء نے ختم نبوت کے مشن کی خاطر مل کر کام کیا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس مشن میں کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

قاضی احسان احمد صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خوش بخت اور سعادت مند لوگوں کو اللہ تعالیٰ ختم نبوت کا کام کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں۔ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے کامیابی سے ہمکنار فرمایا قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ لازم ہے کیونکہ یہ لوگ ان مصنوعات کے پرافٹ سے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخانہ لٹریچر چھاپ کر سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ آپ حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ ۲۷، ۲۸؍اکتوبر کو ہونے والی عالمی کانفرنس چناب نگر میں بھرپور انداز میں شرکت کریں اور دنیائے کفر کو یہ پیغام دیں کہ ختم نبوت کے دیوانے پروانے ابھی زندہ ہیں۔

محمد طیب اکبری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ جس طرح ہمارے اکابر نے اس عقیدہ کے لیے کام کیا اگر اکابرین کو JTI کارکنوں کی ضرورت پڑی تو انشاء اللہ JTI کا ہر کارکن ختم نبوت کے لیے پیش پیش ہوگا۔

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا:

''صدر گرامی! حضرات علماء کرام واجب الاحترام شرکاء، قابل احترام بھائیو آج کا یہ اجلاس کافی دیر سے شروع ہے اور آپ کافی دیر سے علماء کرام کے بیانات اور نعت خواں حضرات کی نعتیں، نظمیں سن

رہے ہیں اور آپ ضلع بھر سے جس ذوق وشوق اور محبت سے یہاں تشریف لائے ہیں یہ آپ کی بہت ہی قابل قدر ہمت ہے۔ ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے آپ نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کے صاحبزادہ حضرت مولانا عبید الرحمن صاحب کا اور خانقاہ عالیہ گولڑہ شریف کے ترجمان جناب شیخ عبدالحمید صاحب کا اور ابھی میرے بھائی قاضی احسان احمد صاحب کے ایمان پرور بیانات سنے۔ میرے بھائیو آج سے ۴۲ سال پہلے پاکستان کے آئین میں ایک عظیم پہلو پر اقدام ہوا تھا پورے پاکستان کے مسلمانوں نے اس میں حصہ ڈالا۔ سب سے زیادہ آپ کی تحصیل کے دوستو کا حصہ تھا۔ میرا دل چاہتا تھا کہ آپ سے آج تفصیل کے ساتھ گفتگو کروں گا کیونکہ یہ اقدام ستمبر میں ہوا تھا لیکن اب کافی دیر ہو چکی ہے جس میں پوری تاریخ بیان کرنا مجھ جیسے مسکین کے لیے مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا آپ کے سامنے مختصر بیان کر دیتا ہوں۔

میرے محترم دوستو، بزرگو، اور نوجوان ساتھیو!

جب ۱۹۷۱ء میں بھٹو صاحب ملک میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے تو انہوں نے کہا کہ میں طلباء یونین کو بحال کروں گا۔ نشتر میڈیکل کالج میں طلباء کے انتخابات ہوئے تو وہاں پر مسلمان طلبا کو بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل ہوئی۔ اور قادیانی نمائندوں کو ناکامی سے دو چار ہونا پڑا۔ اس ناکامی کے بعد قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج کے مسلمان طلباء پر ریل میں کافی ظلم وتشدد کیا۔ ان حالات و واقعات کے نتیجہ میں ملک بھر میں تحریک شروع ہوئی۔ اس وقت آپ کی دینی قیادت شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ اور دوسرے ہمارے تمام مکاتب فکر کے علماء اسمبلی میں موجود تھے، ان حضرات نے اسمبلی میں آواز بلند کی اور تحریک کا آغاز ہوا اور شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں باہر، ملک کے اندر نوابزادہ نصراللہ خان صاحب آغا شورش کشمیری، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا عبداللہ درخواستیؒ، مرزا نا عبدالواحد، مولانا عبدالکریم بیر شریف والے، مولانا تاج محمود، مولانا محمد شریف جالندھری، مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ یہ مقدس شخصیات ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئیں انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم نے ہر کسی سے نہیں لڑنا صرف ہماری لڑائی قادیانیوں کے ساتھ ہے کیونکہ یہ لوگ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں ہمارا ان کے ساتھ کوئی تعلق وواسطہ نہیں ہے۔ ہم ان سے خرید و فروخت نہیں کریں گے۔ بلکہ ہم عالمی طور پر اس تحریک کو آگے بڑھائیں گے۔ میرے دوستو! جب بھٹو صاحب نے اپنی کامیابی کے بعد ملک میں بھر میں جلسے کیے تو وہاں ہر جلسے میں ختم نبوت زندہ باد کے نعرے گونجنے لگے یہ نعرے سن کر بھٹو صاحب بہت حیران ہوئے اور واپسی پر بھٹو صاحب نے اپنی پارٹی رہنماؤں کو ختم نبوت تحریک کے بارے آگاہ کیا اور کہا کہ میں آئینی طور پر اس مسئلہ کو حل کروں گا ادھر ان کا یہ اعلان چھپا تو دوسرے روز قادیانی مرزا ناصر اسمبلی کے اسپیکر اور چیدہ چیدہ لوگوں سے ملاقات کرنے لگا اور کہا کہ ہمارے عقائد پر اسمبلی میں گفتگو ہوگی تو ہمیں بھی اپنے عقائد کا اسمبلی کے سامنے اظہار کرنے کا موقع دیا جائے جب یہ درخواست بھٹو صاحب کو پہنچی تو انہوں نے مفکر اسلام مولانا مفتی محمود کو بلایا اور دکھایا کہ یہ مرزا ناصر کی درخواست ہے تو مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے کہا کہ ٹھیک ہے ان کو یہ حق حاصل ہے ان کا موقف سنا جائے کیوں کہ ہم ان کو ڈھونڈ رہے تھے لیکن اللہ کے فضل وکرم سے یہ ہمیں خود بخود مل گئے۔ ہم ان شاء اللہ! بھرپور انداز میں ان کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے تو بھٹو نے ایک کمیٹی تشکیل دی ادھر مرزا ناصر اور اس کے کارندے آئے تو ادھر شیخ الاسلام مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا نفیس الحسینیؒ، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا سمیع الحق کو بلایا گیا اور محضر نامہ تیار کیا گیا اور مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ قادیانیوں کے کفریہ عقائد پر دن کو بحث کرتے، اور آئندہ کے لائحہ عمل اور قادیانیوں کے سوالوں کے جوابات رات کو تحریر کرتے جب مرزا ناصر کی بحث مکمل ہوئی تو اسمبلی نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ان سوالات کے جوابات مفکر اسلام مفتی محمودؒ دیں گے مولانا مفتی محمودؒ کے دلائل سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ظلمت ختم ہو رہی ہے اور نور چھا رہا ہے جب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے اپنے دلائل ختم کیے تو سب ممبران اسمبلی یہ کہہ رہے تھے کہ ان شاء اللہ قادیانی اور اس کے ماننے والے غیر مسلم قرار دیے جائیں گے اس وقت پوری اسمبلی کی نگاہیں مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا عبدالحقؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ پر ہوتی تھیں۔ جب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ آتے تو دنیا یہ کہتی تھی کہ مفتی محمود نہیں آ رہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت کے وکیل آ رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی تحریک کامیاب نہیں ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی تحریک کو کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ یہ تحریک ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چلی اور پھر بھٹو صاحب نے ۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کی شام کو مفکر اسلام مفتی محمودؒ کو پیغام بھیجا کہ آپ چار علماء آجائیں اور چار قادیانی بھی آ رہے ہیں تو اس مسئلہ پر بحث کرتے ہیں اسی اثناء میں قادیانی عورتوں نے نصرت بھٹو سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ بھٹو صاحب سے کہیں کہ آپ ہمارے عقائد کو نہ چھیڑیں۔ جب بھٹو صاحب کو پتا چلا تو بھٹو صاحب نے مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو بتایا۔ مولانا غلام غوث

ہزاروی نے بھٹو صاحب کی موجودگی میں نصرت بھٹو سے ملاقات کی اور ان کو بتایا کہ یہ لوگ صرف گستاخ نبی نہیں بلکہ گستاخ حضرت علیؓ اور گستاخ اہلبیتؓ ہیں۔ ان کی گفتگو سن کر نصرت بھٹو صاحبہ نے کہا کہ بھٹو صاحب یہ لوگ ہرگز مسلمان نہیں ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم مانتے ہیں کہ بھٹو صاحب قومی لیڈر تھے۔ محب وطن رہنما تھے۔ لیکن انتخابات میں ڈیرہ اسماعیل خان میں درویش صفت انسان مولانا مفتی محمودؒ سے شکست کھا گئے۔ مذاکرات شروع ہوئے تو مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے دلائل دیئے تو بھٹو صاحب نے کہا کہ مفتی صاحب یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں اور مفکر اسلام مفتی محمود نے کہا کہ بھٹو صاحب میرے ملک کی خاتون اول کہتی ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں اور میرا پرائم منسٹر کیا کہتا ہے تو اس نے کہا مفتی محمود صاحبؒ میں بھی ان کو مسلمان نہیں سمجھتا۔ جب یہ میدان مفکر اسلام مفتی محمودؒ صاحب نے جیت لیا تو مفتی محمود صاحبؒ نے کہا کہ بھٹو صاحب میرے ملک کی خاتون اول کہتی ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ میرے ملک کا پرائم منسٹر کہتا ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں۔ تمام مکاتب فکر کے لوگ کہتے ہیں کہ قادیانی مسلمان نہیں، سیاسی و غیر سیاسی پارٹیاں کہتی ہیں کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ صرف آپ ہیں جو ملک کی خاتون اول نصرت بھٹو کی نہ مانتے ہیں نہ اپنی مانتے ہیں نہ میری مانتے ہیں۔ کیا آپ نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ ملک کی ترقی نہیں ہونے دیں گے؟

بھٹو صاحب نے مفکر اسلام مفتی محمودؒ اور مولانا شاہ احمد نورانی صاحب سے کہا کہ کیا مطالبہ ہے آپ کا؟ تو مفتی صاحب نے کہا کہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ مفتی صاحبؒ نے کہا کہ آئین میں واضح الفاظ میں لکھو کہ مرزا قادیانی اور اس کو ماننے والے کافر (غیر مسلم) ہیں۔ لیکن بھٹو صاحب کے ایک ساتھی نے کہا کہ پاکستان کے آئین کے میں قادیانی کا نام لکھ کر پاکستان کے مبارک آئین کو ناپاک نہ کیا جائے تو اس پر مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے کہا اگر قرآن مجید میں لفظ شیطان آ سکتا ہے اس سے تو قرآن ناپاک نہیں ہوا تو پاکستان کے آئین میں مرزا قادیانی کے نام سے آئین بھی ناپاک نہیں ہوتا۔

اجلاس میں کافی بحث و مباحثہ کے بعد بھٹو صاحب نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو آئین میں لکھوایا کہ قادیانی اور اس کے ماننے والے مسلمان نہیں ہیں۔

انہوں نے کہا کہ پہلے قادیانیوں کے شہر کا نام ربوہ تھا لیکن آج اس کا نام چناب نگر ہے انہوں نے قادیانیوں کو متوجہ کرتے ہوئے کہا کہ آج تمہارے شہر کا نام تبدیل ہو گیا۔ ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ نے چاہا تو قادیانیت کا نام و نشان ضرور مٹے گا۔ اب ان شاء اللہ اس فتنہ کے اسباب زوال آ چکے ہیں۔ اللہ ہمیں اس مشن میں کامیاب فرمائے۔'' (پروگرام کی اختتامی دعا شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب نے کرائی) اس پروگرام میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے دارالعلوم صدیقیہ کے طلباء کی دستار بندی کرائی اور اختتام پر مدرسۃ الحسنین پہاڑ پور میں مسجد کا افتتاح کیا۔ ☆☆☆

مولانا محمد اسماعیل محمدیؒ.... ایک عظیم مناظر

ملک کے نامور عالم دین، مناظر اسلام، مدرس، مبلغ مولانا محمد اسماعیل محمدیؒ بھی ۲۶ ستمبر ۲۰۱۶ء کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف نے ملک میں بڑھتی ہوئی خارجیت کے خلاف بند باندھنے کے لئے اور محبت اہل بیت کا جذبہ بیدار کرنے کے لئے مجلس تحفظ حقوق ناموس اہلسنت کے نام سے تنظیم قائم کی۔ جس کے تحت وہ محبت اصحاب رسول کے ساتھ ساتھ محبت اہل بیت رسول کے عنوان پر قوم کی راہنمائی فرماتے اور اس موضوع پر بے تکان بولتے۔ بنیادی طور پر جھنگ کے رہنے والے تھے، لیکن لاہور کے مضافات رانا ٹاؤن میں مدرسہ اور مسجد تعمیر کرائی، جس میں حفظ و ناظرہ کے ساتھ ساتھ ابتدائی دینی کتب کی بھی تعلیم دی جاتی ہے۔ علوم اسلامیہ سے فراغت کے بعد کاموکی کی مرکزی مسجد فاروق اعظم میں ایک عرصہ تک خطیب و مدرس رہے۔ دو تین سال دورہ تفسیر بھی پڑھایا۔ ابتدا میں فنافی الحنفیت تھے۔ امام اعظم، سراج الائمہ، امام الامۃ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ذات گرامی پر کیچڑ اچھالنے والوں کا تعاقب کرتے رہے، بعدازاں رخ خارجیت کے خلاف تبدیل کر لیا۔ کچھ عرصہ ٹاؤن شپ لاہور میں حضرت مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہ جمالی مدظلہ کے زیر سایہ بھی مدرسہ مخزن العلوم میں کام کیا، بالآخر جامعہ محمدیہ کے نام سے رانا ٹاؤن میں اپنا ادارہ قائم کیا۔ دین متین کی دعوت و تبلیغ، عظمت اصحاب واہل بیت رسول کو وظیفہ حیات بنا لیا اور اپنے ذوق کے نوجوان خطباء بھی تیار کر لئے۔ مناظر اعظم حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ کے مایہ ناز شاگرد رشید تھے۔ حضرت مولانا اوکاڑویؒ کو ان سے بہت امیدیں وابستہ تھیں اور انہوں نے زندگی بھر ان امیدوں پر پورا اترنے کی کوشش کی۔ جامعہ خیر المدارس ملتان سے علوم اسلامیہ کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی۔ مولانا کے جنازہ میں تو شریک نہ ہو سکا، لیکن ۲۹ ستمبر کو ان کے ادارہ میں حاضری دی اور ان کے فرزند ارجمند اور مدرسہ کے مدرس سے ملاقات کی اور تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت ہمارا اولین مقصد ہونا چاہیے: پیر سیّد شبیر احمد گیلانی

دروس ختم نبوت کی مرکزی تقریب جامعہ فاروقیہ سیالکوٹ میں علماء کرام کے خطاب

سیالکوٹ (رپورٹ: اویس احمد فاروقی) پیر سید شبیر احمد گیلانی صاحب امیر عالمی مجلس ختم نبوت سیالکوٹ کی صدارت میں حضرت مولانا فقیر اللہ اختر، حضرت مولانا محبوب الٰہی، حضرت مولانا حافظ محمد اسلم، حضرت مولانا منیر احمد فرقان، حضرت مولانا مفتی داؤد احمد، حضرت مولانا قاری نذیر احمد، حضرت مولانا عاصم شہزاد، حضرت مولانا مفتی عارف حسین، حضرت مولانا قاری نصیب احمد مدنی، حضرت مولانا زبیر احمد طالب، حضرت مولانا احمد مصدق قاسمی، حضرت مولانا محمد خان فاروقی، حضرت مولانا حماد انذر قاسمی، حضرت مولانا خلیل احمد بلال، حضرت مولانا عزیز الرحمٰن قاسمی، حضرت مولانا محمد ابوبکر، حضرت مولانا تسلیم الرحمٰن شاکر، حضرت مولانا محمد شہباز حنفی، قاری محمد ارشد، حضرت مولانا عبدالباسط فاروقی، حضرت مولانا حافظ محمد عمیر فاروقی، اویس احمد فاروقی نے جامع مسجد خالد بن ولید پسرور روڈ، جامع مسجد عمر فاروق رام گڑھا، جامع مکی مسجد کوٹلی بھٹہ، جامع مسجد ایبٹ روڈ، جامع مسجد تقویٰ گجر ٹاؤن، جامع مسجد سید یوسف بنوری الہادی ٹاؤن، جامع مسجد امیر حمزہ پسرور روڈ، مدرسہ صفدریہ تعلیم القرآن پکی کوٹلی، جامع مسجد الہدیٰ بٹر، جامع مسجد خاص چائینہ چوک، جامع مسجد الکوثر مجاہد روڈ، جامع مسجد امیر معاویہ نیکا پورہ، جامع مسجد مدینہ محلہ اراضی یعقوب، جامع مسجد جہانگیری اقبال روڈ، جامع مسجد ختم نبوت بن والی، جامع مسجد ختم نبوت گولو بھالہ، جامع مسجد فاروقیہ رنگ پورہ، جامع مسجد نور فتح گڑھ، جامع مسجد ختم نبوت فتح گڑھ، جامع مسجد کشمیری (المعروف ملاں کمال الدین) محلہ کشمیریاں میں دروس ختم نبوت میں عوام الناس سے خطاب کرتے ہوئے تحریکات ختم نبوت بالخصوص تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء، نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ، مولانا تاج محمودؒ کا تحریک ختم نبوت چلانے کا اعلان اور ملک بھر کے تبلیغی دوروں، پارلیمنٹ کے کردار، تمام مسالک کے علماء کا اتحاد، عوام الناس کی قربانیوں کا تفصیلی احوال پیش کیا۔ پیر سید شبیر احمد گیلانی صاجب امیر عالمی مجلس ختم نبوت سیالکوٹ نے بھی یمامہ کے ۱۲۰۰ صحابہ کرام اور ۱۹۵۳ء میں شہید ہونے والے شہداء ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ ان شہدا نے ہم لوگوں کو یہ پیغام دیا ہے کہ اپنی گردنیں کٹوا کر جیسے انہوں نے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی ہے، اسی طرح وقت آنے پر ہم لوگوں کا بھی اس عقیدہ کی حفاظت ہمارا اولین مقصد ہونا چاہئے۔ پیر سید شبیر احمد گیلانی صاحب نے عوام الناس اور حضرات علماء کرام اور مولانا فقیر اللہ اختر صاحب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے سیالکوٹ میں عشرہ ختم نبوت کے سلسلہ میں کامیاب دروس منعقد کروانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ دروس ختم نبوت کے حوالے سے مرکزی تقریب جامعہ فاروقیہ سیالکوٹ میں ہوئی، جس میں عالمی مجلس ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی دامت برکاتہم العالیہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا مسئلہ اتنا اہمیت کا حامل ہے کہ جس کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ۷۰۰ قرآن کے حفاظ اور قاری شہید کروانے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول ہے کہ جو شخص جھوٹے مدعی نبوت سے اس کی نبوت کی دلیل بھی مانگے گا اس پر بھی کفر کا فتویٰ ہے، جس طرح گزری ہوئی تحریکات میں تمام پاکستانی عوام نے علماء کے شانہ بشانہ متحد ہو کر کام کیا ہے، آج اس اتحاد کی ضرورت پھر سے پڑ رہی ہے۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عوام الناس پر زور دیا کہ ہر شخص حضرات علماء سے رابطہ رکھے اور اس فتنۂ قادیانیت کے خلاف کام کرے، علماء سے رہنمائی حاصل کی جائے تاکہ ہر شخص چلتا پھرتا مجاہد ختم نبوت نظر آئے۔

دعائے صحت

سب سے پہلے باوضو ہو کر درود شریف ۲۱ مرتبہ پڑھیں، سورۂ فاتحہ ۴۱ مرتبہ پڑھیں، چاروں قل ۵، ۵ مرتبہ پڑھیں، سورۂ الم نشرح ۷ بار پڑھیں، سورۂ قریش ۱۱ مرتبہ پڑھیں، سورۂ کوثر ۱۰۱ مرتبہ پڑھیں، آیت الکرسی ۳ مرتبہ پڑھیں، درود ابراہیمی ۲۱ مرتبہ پڑھیں۔

ایک وقت مقرر کر کے بلا گفتگو کئے پڑھیں ہر سورۃ کو بسم اللہ سے شروع کریں بعد دعائے صحت پہلے پانی پر دم کریں، پھر پڑھنے والا اپنے اوپر دم کرے پھر مریض پر دم کرے۔

نوٹ:..... شرک سے بچیں، پانچ وقت نماز پڑھیں، درود شریف اور یا سلام کا ورد رکھیں۔

مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۱۱)

حافظ عبید اللہ

مرزا قادیانی کا براہین احمدیہ کی تصنیف میں دوسرے لوگوں کی مدد حاصل کرنا:

مرزا غلام احمد نے دعویٰ تو یہ کیا تھا کہ اس نے اللہ کی طرف سے ملہم اور مامور ہو کر تجدید دین کی خاطر یہ کتاب لکھی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دوسرے اہل علم حضرات سے اپنی اس کتاب کی تصنیف میں مدد لی، اس راز سے پردہ بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم نے اٹھایا ہے، مولوی عبدالحق صاحب کے مضامین کا ایک مجموعہ "چند ہم عصر" کے نام سے شائع شدہ موجود ہے، اس مجموعے میں ان کا ایک مضمون مرزا کے وقت کے ایک صاحب علم مولوی چراغ علی مرحوم پر بھی ہے جس میں انہوں نے مولوی چراغ علی صاحب کے کاغذات سے ملنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کے چند خطوط کا خاص طور پر ذکر کیا ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نے مولوی چراغ علی صاحب سے براہین احمدیہ کی تالیف میں علمی مدد طلب کی تھی، چنانچہ بابائے اردو مولوی عبدالحق مرحوم لکھتے ہیں:

"مرزا صاحب ایک خط میں کہتے ہیں: آپ کا افتخار نامہ محبت آمودہ .... غرور دو لایا ماسوائے اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں۔ ایک دوسرے خط میں لکھتے ہیں کہ: آپ کے مضمون اثبات نبوت کی میں نے اب تک انتظار کی پر اب تک نہ کوئی عنایت نامہ نہ مضمون پہنچا، اس لئے آج مکرر تکلیف دیتا ہوں براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت فرقان مجید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں اور میں نے ایک کتاب جو دس حصے پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ علی حقانیہ کتاب اللہ والنبوۃ المحمدیہ رکھا ہے اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد جرائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے مختصر کلام سے ان کو زیب و زینت بخشوں، سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک اپنے سے ممنون فرما دیں۔" (چند ہم عصر، مجموعہ مضامین بابائے اردو مولوی عبدالحق، صفحات: ۴۷۔۴۸، شائع کردہ انجمن ترقی اردو، لطیفی پریس دہلی)

اسی خط میں مرزا قادیانی نے چند سطور کے بعد لکھا کہ:

"سو میرا ارادہ ہے کہ اس تحقیقات اور آپ کے مضمون کو بطور حاشیہ کے کتاب کے اندر درج کر دوں گا۔" (چند ہم عصر، ص:۴۹)

مولوی عبدالحق صاحب مزید بیان کرتے ہیں:

"ایک اور خط مورخہ ۱۹ر فروری ۱۸۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں، فرقان مجید کے الہامی اور کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں آپ کا مدد کرنا باعث ممنونی نہ موجب ناگواری، میں نے بھی اسی بارے میں ایک چھوٹا سا رسالہ تالیف کرنا شروع کیا ہے اور خدا کے فضل سے یقین کرتا ہوں عنقریب چھپ کا شائع ہو جائے گا، آپ کی اگر مرضی ہو تو وجوہات صداقت قرآن جو آپ کے دل پر القا ہوں میرے پاس بھیج دیں تاکہ اس رسالہ میں حسب موقع اندراج پائے یا سفیر ہند میں۔" (چند ہم عصر، ص:۴۹)

کچھ آگے مولوی عبدالحق صاحب مرزا کے ایک اور خط کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

"اس کے بعد ایک دوسرے خط مورخہ ۱۰ر مئی ۱۸۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں (یعنی مرزا قادیانی: ناقل) کتاب براہین احمدیہ ڈیڑھ سو جزو ہے، جس کی لاگت تخمیناً نو سو چالیس روپیہ ہے اور آپ کی تحریر ملحق ہو کر اور بھی زیادہ ضخامت ہو جائے گی۔" (چند ہم عصر، ص:۵۰)

اس کے بعد مولوی عبدالحق صاحب نتیجہ پیش کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

"ان تحریروں سے ایک بات تو ثابت ہوتی ہے کہ مولوی صاحب مرحوم (یعنی مولوی چراغ علی صاحب: ناقل) نے مرزا صاحب کو براہین احمدیہ کی تالیف میں بعض مضامین سے مدد دی ہے۔" (چند ہم عصر، ص:۵۰)

مولوی چراغ علی صاحب کے براہین احمدیہ کی تصنیف میں مرزا قادیانی کو مدد پہنچانے کا ذکر ڈاکٹر علامہ محمد اقبال نے بھی کیا ہے۔ (دیکھیں: حرف اقبال، ص:۱۱۲)

براہین احمدیہ کس کی کتاب؟ مرزا قادیانی کی؟ یا خدا تعالیٰ کی؟:

یہاں آپ کی توجہ ایک اور بہت ہی اہم بات کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ براہین احمدیہ کے ٹائٹل پر کتاب کے مولف کا نام "مرزا غلام احمد قادیانی" لکھا ہے یعنی یہ کتاب اس نے لکھی ہے وہ

اس کا مصنف ہے، لیکن مرزا قادیانی انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ اور کمال بے شرمی کے ساتھ براہین احمدیہ کو کئی جگہ خدائی تصنیف قرار دیتا ہے، وہ بار بار اپنی کتابوں میں ایسے جملے لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود قرار دیا ہے اور میرا نام عیسیٰ رکھا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن:۲۲، ص:۵۰۱)

اور کہیں لکھا:

"خدا تعالیٰ نے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن:۲۲، ص:۵۰۲)

ایک جگہ براہین احمدیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"پھر اسی کتاب میں اسی مکالمہ کے قریب یہ وحی ہے: "محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم" اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن:۱۸، ص:۲۰۷)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی براہین احمدیہ کو قرآن کی طرح اللہ تعالیٰ کی کتاب قرار دیتا ہے ورنہ براہین احمدیہ میں خدا کا یہ فرمانا وہ فرمانا چہ معنی دارد؟ شاید اس کی بنیاد مرزا کا وہی کشف ہو جو اس نے خود یوں بیان کیا ہے:

"میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔"

(کتاب البریہ، روحانی خزائن:۱۳، ص:۱۰۳)

آخر میں مرزا قادیانی کا ایک مشہور زمانہ لطیفہ بھی ملاحظہ فرمالیں جیسا کہ آپ نے پڑھا، مرزا نے لوگوں سے کہا تھا کہ براہین احمدیہ ایک مبسوط کتاب ہوگی جس کی ضخامت تین سو جزو ہوگی، لیکن اس نے لکھیں صرف ساڑھے چار جلدیں، اب لوگ حیران و پریشان کہ ۲۳ سالوں میں صرف ساڑھے چار حصے لکھے ہیں تو باقی کتاب کب مکمل ہوگی؟ اور مرزا جی کی طرف سے اسلام کی حقانیت میں پیش کیے جانے والے تین سو لا جواب دلائل کی منہ دکھائی کب ہوگی؟ تو اس گتھی کو سلجھانے کے لئے مرزا قادیانی نے حساب اور ریاضی کا ایسا قانون دریافت کیا جس پر اسے بھی کم از کم نوبل انعام ضرور ملنا چاہئے تھا، وہ قانون یہ ہے، مرزا نے لکھا:

"پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور کیونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطے کا فرق ہے، اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن:۲۱، ص:۹)

آسان لفظوں میں اگر آپ نے کسی سے پچاس روپے قرض لئے ہیں لیکن قرض کی واپسی کے وقت آپ صرف پانچ روپے واپس کریں، قرض خواہ کہے کہ بھائی آپ نے پچاس روپے لئے تھے پورے واپس کریں، آپ کہیں کہ ۵۰ اور ۵ میں صرف ایک "صفر" کا ہی فرق ہے اور حساب میں "صفر" کی کوئی ویلیو نہیں لہٰذا پانچ روپے لو اور اپنا کام کرو، آپ جانتے ہیں آپ کے ساتھ کیا ہوگا؟

مرزا قادیانی کی علمی قابلیت:

مرزا قادیانی کو اس کی جماعت "سلطان القلم" کے نام سے یاد کرتی ہے، خود مرزا قادیانی نے اس قسم کے دعوے کئے تھے:

"خدا تعالیٰ نے الہام سے مجھے خبر دی تھی کہ تجھے زبان عربی میں ایک اعجازی بلاغت و فصاحت دی گئی ہے اور اس کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا۔" (سراج منیر، روحانی خزائن:۱۲، ص:۳۹)

"میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت و فصاحت کا نشان دیا گیا ہوں، کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔"

(ضرورۃ الامام، روحانی خزائن:۱۳، ص:۴۹۶)

"میں زمین کی باتیں نہیں کہتا کیونکہ میں زمین میں سے نہیں ہوں بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا ہے۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن:۲۳، ص:۴۸۵)

"میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھ رہی مگر میں دیکھتا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن:۳، ص:۴۰۳)

مرزا قادیانی کی فصاحت و بلاغت کی چند جھلکیاں:

آیئے اب مرزا قادیانی کی فصاحت و بلاغت کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک جھوٹ بولا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہندوستان میں ایک کالے رنگ کا نبی گزرا ہے، جس کا نام کاہنا تھا، مرزا نے اس من گھڑت حدیث کے جو عربی الفاظ بنائے وہ یہ ہیں:

"کان فی الھند نبیاً اسود اللون اسمہ کاھنا۔"

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن:۲۳، ص:۳۸۲)

عربی زبان سے تھوڑی سی واقفیت رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس فقرے میں "کان" افعال ناقصہ میں سے ہے، افعال ناقصہ کا اسم مرفوع ہوتا ہے (یعنی اس پر پیش ہوتی ہے)، مرزا قادیانی نے جو فقرہ بنایا اس میں کان کا اسم "نبیاً" ہے، عربی زبان کے اصول کے مطابق یہ لفظ نبیاً غلط ہے بلکہ "نبیٌ" ہونا چاہئے تھا، لیکن مرزا قادیانی نے اسے منصوب (یعنی

اس پر زبر کے ساتھ) لکھا ہے جو کہ اس کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی کے مطابق اس پر یہ الہام ہوا تھا:

"رَبِّ زد فی عمری وفی عمر زوجی زیادۃً خارق العادۃ"

"یعنی اے میرے رب! میری عمر میں اور میرے ساتھی کی عمر میں خارق عادت زیادت فرما۔" (تذکرہ، ص:۳۲۱، طبع چہارم)

اس فقرے میں "خارق العادۃ" صفت ہے "زیادۃ" کی، جیسا کہ مرزا کے اردو ترجمہ سے بھی ظاہر ہے اور زیادۃ کا لفظ مونث ہے، لہٰذا اس کی صفت مذکر نہیں آسکتی بلکہ مونث ہونی چاہئے یعنی "خارق العادۃ" کی جگہ "خارقۃ العادۃ" ہونا چاہئے تھا، اب پتہ نہیں یہ غلطی مرزا کے خدا سے ہوئی یا مرزا سے....

ہوسکتا ہے مرزا کا کوئی امتی یہ کہے کہ خارق العادۃ اصل میں حال ہے اور اس کا تعلق "رب زد فی عمری" کے ساتھ ہے تو بھی جس طرح مرزا نے یہ فقرہ لکھا وہ غلط ہے، اگر خارق العادۃ حال ہوتا تو یوں لکھا ہوتا "خارقاً العادۃ" جبکہ مرزا نے اسے "خارق العادۃ" لکھا۔

دوستو! عربی زبان میں "رَحِمَ یرحَمُ" جب فعل کی صورت میں استعمال ہو تو اس کا صلہ "علی" نہیں آتا، یعنی مثال کے طور پر اگر یہ کہنا ہو کہ: اللہ تم پر رحم کرے، تو عربی میں یوں ہوگا: "یرحمک اللہ یا یرحمکم اللہ" یا اگر کہنا ہو کہ اللہ اس پر رحم کرے تو "یرحمہ اللہ" بولا جائے گا اور اگر کوئی یوں کہے: "یرحم علیکم اللہ" یا "یرحم اللہ علیہ" تو یہ غلط ہوگا، لیکن مرزا قادیانی نے جگہ جگہ یہ غلطی کی ہے، شاید اس نے دیکھا کہ اردو میں اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ تم پر رحم کرے تو اس "تم پر" کا ترجمہ عربی میں "علیکم" کردیا، یہاں تک کہ اس نے قرآن کی ایک آیت میں بھی "یرحمکم" کو "یرحم علیکم" بنادیا، سورۂ اسراء کی آیت نمبر ۸ یہاں سے شروع ہوتی ہے:

"عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا" مرزا قادیانی نے یہ آیت یوں لکھی ہے:

"عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا ...." (براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن ج:۱ ص:۶۰۱ حاشیہ)

اسی طرح ایک جگہ مرزا یوں لکھتا ہے:

"رب ارحم علی الذین یلعنون علی"... اے میرے رب! تو ان پر رحم فرما جو مجھ پر لعنت کرتے ہیں.....۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن ج:۵ ص:۲۳)

(جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
فیصل
مکمل علاج مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا کسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزاء

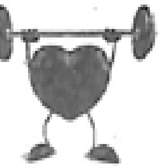
معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
قیمت 1200 روپے
وزن 500 گرام
پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ پلازہ ڈی گراؤنڈ پیپلز کالونی فیصل آباد

REGD. SS.160

قادیانیت کے خلاف امتِ مسلمہ کے فتاویٰ جات کا مجموعہ

۳ جلدیں

فتاویٰ ختمِ نبوت

تحقیق وتخریج شدہ جدید ایڈیشن

ترتیب: ۔حضرت مولانا سعید احمد جلالپوری شہیدؒ

زیرِ نگرانی: ۔مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام ومفتیانِ عظام کے وہ فتاویٰ جو انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت کے کافر، مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے سے متعلق دیئے ہیں تحقیق وتخریج کے بعد انہیں یکجا شائع کیا گیا ہے۔

- ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کرنے والے حضرات ومبلغین کے لئے معین ومددگار
- لائبریریوں اور دارالافتاؤں کے لئے بیش بہا علمی خزانہ
- عمدہ کاغذ، جاذبِ نظر سرورق
- علماء وطلباء اور کارکنانِ ختمِ نبوت کے لئے خصوصی رعایت

صرف =/1000 روپے علاوہ ڈاک خرچ

اسٹاکسٹ: مکتبہ لدھیانوی ۱۸ اسلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن، کراچی
021-34130020, 0321-2115595, 0321-2115590

شائع کردہ: عالمی مجلسِ تحفظ ختمِ نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ۔ کراچی
021-32780337, 021-34234476